فیضانِ داتا علی ہجویری (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)

DAWAT-E-ISLAMI

المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)
شعبہ فیضانِ اولیاء وعلما

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فیضانِ داتا علی ہجویری

دُرُود شریف کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ تقرُّب نشان ہے: بروزِ قیامت لوگوں میں میرے قریب تَر وہ ہوگا، جس نے مجھ پر زیادہ دُرُودِ پاک پڑھے ہوں گے۔ [1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آزمائش پر صبر و شکر کا انعام

ایک مشہور علمی گھرانے کے چشم و چراغ، زُہد و تقویٰ کے پیکر، صلاحیت و قابلیت کے اعتبار سے اپنے زمانے میں ممتاز اور کئی علوم پر دَسترَس رکھنے والے نوجوان عالمِ دین کا معمول تھا کہ جب بھی کوئی مشکل پیش آتی مزاراتِ اولیاء پر حاضر ہو جاتے، صاحبِ مزار کے وسیلے سے دعا کرتے اور اپنی دلی مراد پاتے۔ ایک مرتبہ یہی عالم صاحب ایک علمی اُلجھن کا شکار ہوئے تو حضرت سیِّدُنا بایزید بسطامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مزار کا رُخ کیا تین ماہ تک دربارِ بایزید بسطامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی

1 . . . ترمذی، کتاب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی، ۲/ ۲۷، حدیث: ۴۸۴

عَلَیْہ پر یوں گزارے کہ ہر وقت باوضو رہتے لیکن مسئلہ حل نہ ہوا،شاید قدرت کو یہی منظور تھا کہ اس بار معنوی جواب کے بجائے تجربے اور مُشاہدے کے ذریعے جواب حاصل کریں۔ آخرِ کار اس مشکل کے حل کے لیے انہوں نے کُھردَرا لباس پہنا عصا اور وضو کا برتن تھاما اور خُرَاساں کی جانب رَختِ سفر باندھ لیا۔ راستے میں ایک گاؤں آیا تو عالم صاحب نے وہیں رات گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔ گاؤں میں وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں دین دار نظر آنے والے دنیادار رہائش پذیر تھے اُنہیں وہاں ایسے کئی چہرے نظر آئے جو خوش حالی اور بے فکری سے دَمک رہے تھے۔ جیسے ہی ان لوگوں کی نظر اس اجنبی نوجوان پر پڑی تو ان میں سے ایک متکبرانہ چال چلتے ہوئے آگے بڑھا اور بولا: "تم کون ہو؟" عالم صاحب نے سخت لب ولہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے نہایت نرمی سے جواب دیا: "مسافر ہوں ،رات گزارنے کے لیے ٹھہرنا چاہتا ہوں۔" وہ سب قہقہے لگا کر ہنس پڑے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ " لگتا تو صوفی ہی ہے لیکن ہم میں سے نہیں ہے۔" اس نوجوان عالم نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیا: " آپ نے بالکل درست کہا، بے شک میں آپ لوگوں میں سے نہیں ہوں۔" اِنہوں نے عالم صاحب کو نچلی منزل پر ٹھہرایا اور خود بالا خانے میں چلے گئے، کھانے کے وقت اُن کے آگے پھپھوندی لگی سوکھی روٹی رکھ دی اور خود بالا خانے میں مُرَغَّن غذائیں کھاتے ہوئے اُس نوجوان عالم پر آوازے کسنے لگے۔ کھانے سے فراغت کے بعد انہوں نے خربوزے کھائے

اور چھلکے اُن عالم صاحب کے سر پر پھینکنے لگے ان نازیبا حَرَکات پر صبر کا عظیمُ الشّان مُظاہرہ کرتے ہوئے اس نوجوان عالم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یوں عرض کی: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میں تیرے محبوبوں کالباس پہننے والوں سے نہ ہوتا توضرور ان سے کنارہ کش ہو جاتا۔" پھر اپنے دل کی جانب مُتَوَجِّہ ہوئے جو طعن و تشنیع اور نازیبا حرکتوں کے باوجود پُرسکون ہونے کے ساتھ ساتھ مَسرور بھی تھا۔ اس سکون اور مسرت نے عالم صاحب پر یہ بات آشکار کردی کہ دراصل اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کو بلند مقام و مرتبہ اَذِیَّتوں پر صبر و شکر کا مُظاہرہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! برائی کو بھلائی سے ٹال کر اپنا جواب پانے والے یہ نوجوان عالم کوئی اور نہیں بلکہ حضرت سیّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تھے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو وہ مقام و مرتبہ عطا فرمایا کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آپ کا فیضان آج بھی جاری ہے۔ حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اسی فیض کی جانب حضرت سیدنا خواجہ مُعِینُ الدِّین چشتی اَجمیری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یوں اشارہ فرمایا:

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خُدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

یعنی: آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خزانے لُٹانے والے، عالَم کو فیض پہنچانے والے اور اللہ

---

1 ... کشف المحجوب، ص ۶۵

عَزَّوَجَلَّ کے نور کے مظہر ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ناقصوں کے لئے پیرِ کامل اور کاملوں کے راہنما ہیں۔

ولادت

حضرت سیِّدُنا داتا علی ہجویری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی ولادتِ باسعادت کم و بیش ٤٠٠ھ میں غزنی میں ہوئی[1] آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے خاندان نے غزنی کے دو محلّوں جُلّاب و ہجویر میں رہائش اِختیار فرمائی اسی لیے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہجویری جُلّابی کہلاتے ہیں۔[2]

سلسلۂ نسب

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کُنیت ابوالحسن، نام علی اور لقب داتا گنج بخش ہے۔ ماہرِ اَنساب پیر غلام دستگیر نامی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الغَنِی نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا شجرۂ نسب اس طرح بیان فرمایا ہے: ''حضرت مَخدوم علی بن سید عثمان بن سیّد عَبدُالرَّحمٰن بن سید عبداللہ (شجاع شاہ) بن سیّد ابوالحَسَن علی بن سیّد حَسَن بن سیّد زَید بن حضرت امامِ حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بن علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم۔''[3]

---

1 ... ایک قول یہ بھی ہے کہ اندازاً آپ کا زمانۂ ولادت ۳۸۱ھ تا ۴۰۱ھ کے درمیان مُتَعَیَّن کیا جاسکتا ہے۔ سید ہجویر، ص ۸۱

2 ... مدینۃ الاولیاء، ص ۴۶۸، معارف ہجویریہ، ۲/ ۵۰ ملخصاً، کشف المحجوب للھجویری، التعریف بغزنۃ، ص ۳۹

3 ... بزرگانِ لاہور، ص ۲۲۲، سید ہجویر، ص ۸۰

حُلیہ مبارک

حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قد درمیانہ ، جسم سُڈول (یعنی متناسب اور خوبصورت) اور گھٹا ہوا (یعنی مضبوط) تھا۔ جسم کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی تھیں۔ فَراخ (یعنی کشادہ) سینہ اور ہاتھ پاؤں مُناسب تھے۔ چہرہ گول تھا نہ لمبا، سرخ و سفید، چمکدار رنگت، کشادہ جَبین (یعنی پیشانی) اور بال سیاہ گھنے تھے۔ بڑی اور خوبصورت آنکھوں پر خَمدار گھنی اَبرو تھی، سُتْواں (پتلی) ناک، درمیانے ہونٹ اور رُخسار بھرے ہوئے تھے ، چوڑے اور مضبوط شانوں پر اٹھتی ہوئی گردن ۔ رِیش (یعنی داڑھی) مُبارک گھنی تھی ، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بڑے جاذِبِ نظر اور پُرکَشش تھے۔[1]

لباس

حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ لباس کے مُعاملے میں کسی قسم کا تَکَلُّف نہ برتتے، مِیانہ رَوی اِختیار فرماتے تھے اور جو لباس مُیَسَّر ہوتا صبر و شکر کرتے ہوئے زیبِ تن فرما لیتے گویا آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا لباس نَمود و نمائش کے لیے نہ ہوتا بلکہ صرف تَن ڈھانپنے کے لیے ہوتا۔[2]

لباس سنّتوں سے ہو آراستہ اور عمامہ ہو سر پر سجا یاالٰہی

---

1 ... سوانح عمری حضرت داتا گنج بخش، ص ۲۴

2 ... سوانح عمری حضرت داتا گنج بخش، ص ۲۴

متقی گھرانہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان کو نیک اور مُتَّقِی بنانے میں سب سے زیادہ مُؤثر ”گھر کا ماحول“ ہوتا ہے کیوں کہ گھر ہی وہ کارخانہ ہے جہاں نیکی، زہدو تقوی اور علم و عمل کے اوزار سے ایک معیاری انسان تیار ہوتا ہے اور گھریلو تَربِیَّت ہی اخلاق و کردار کو اعلیٰ بنانے میں سب سے زیادہ کار آمد ثابت ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے والد حضرت سَیِّدُنا عثمان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے وقت کے جَیِّد عَالِم اور عابد و زاہد تھے۔ شاہانِ غَزنیہ کے زمانے میں دنیا کے کونے کونے سے عُلَماء و فُضَلَاء، شُعَرَاء اور صُوفِیَاء غزنی میں جمع ہو گئے تھے جس کی وجہ سے غزنی عُلُوم و فُنُون کا مرکز بن چکا تھا، حضرت سیدنا عثمان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی یہاں رہائش اختیار فرمائی۔[1] آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی والدہ ماجدہ حُسَینی سادات سے تھیں، عابِدہ زاہِدہ خاتون تھیں، گویا حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نَجِیبُ الطَرفَیْن سَیِّد تھے اسی لیے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حَسَنی جمال اور حُسینی کمال دونوں ہی کے جامِع تھے۔ حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ماموں کو زُہد و تقویٰ کی بناء پر تاجُ الاولیاء کے لقب سے شہرت حاصل تھی۔ غرضیکہ آپ کا خاندان شرافت و صداقت اور علم و فضل کی وجہ سے مشہور تھا۔[2] علم کے مُوتیوں کی چمک دمک اور زہد و تقوی کے نور سے

---

1 ... اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص ۹۱، خزینۃ الاصفیاء، ص ۲۷۱ ماخوذاً

2 ... معارف ہجویریہ، ۲/ ۵۰، کشف المحجوب عربی، والدہ، ص ۴۳-۴۴

مُنَوَّر گھرانہ دراصل آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی شخصیت سازی کا کارخانہ ثابت ہوا اسی کارخانے نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اخلاق و کردار اور علم و عمل کو وہ دائمی خوشبو بخشی جس کی مہک آج تک دل و دماغ کو مُعَطَّر کر رہی ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جن اسلامی گھرانوں سے فقہ، حدیث اور تصوف جیسے دینی علوم کے ساتھ طِب (Medical)، حیاتیات (Biology) سے لے کر حساب (Mathametics) اور جغرافیہ (Geography) وغیرہ سینکڑوں علوم کے ماہرین پیدا ہوا کرتے تھے بلاشبہ اس میں والدین کی اسلامی تربیت ہی کا دخل تھا لہٰذا آپ بھی اپنے مدنی منوں اور مدنی منیوں کی تربیت اچھے انداز میں کیجیے گھر میں مدنی ماحول بنانے کے لیے درسِ فیضانِ سنّت کا آغاز کیجیے، گھر والوں کو گناہوں بھرے چینلز سے چھٹکارا دلا کر صرف اور صرف **مدنی چینل** دکھانے کی ترکیب بنائیے، ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماعات میں خود بھی شرکت کیجیے اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی شرکت کروائیے تاکہ آپ کی اولاد دنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک، مُعاشرے کا بہترین فرد اور آخرت میں ثوابِ جاریہ کا ذریعہ بنے۔

آپ کے شہر کی علمی و عملی فضا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غزنی تَہذِیب و تَمَدُّن اور علم و حکمت کی وجہ ترقی یافتہ اور بہت اہمیت کا حامل تھا اور اس کی اہمیت کی وجہ یہ تھی کہ بڑے بڑے علماء، صوفیاء اور تاریخ و جغرافیہ دان اس شہر میں رہائش پذیر تھے یوں آپ رَحْمَۃُ

اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دور میں غزنی حُصُولِ عِلْم اور ظاہِری و باطِنی تربِیت کا بے مثال مرکز بن چکا تھا۔ علم کی اس ترقی کا اثر حضرت سیدنا داتا گنج بخش ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر بھی ہوا یہی وجہ ہے کہ جب کم عمری میں ایک غیر مسلم فلسفی سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مُکالمہ ہوا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ زبردست دلائل اور عمدہ اندازِ بیان کے سبب کامیاب و کامران ہوئے۔[1]

شوقِ علم

حضرت سیِّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تعلیم و تربیت کے بارے میں ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جس پاکیزہ فطرت ماں کی آغوش میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے پرورش پائی اس کی زبان ذکرِ الٰہی میں مصروف اور دل جلوۂ حق سے سرشار رہتا تھا۔ اس لئے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ابتدائے عمر ہی سے بڑی مُحتَاط اور پاکیزہ زندگی گزاری۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو بچپن ہی سے عبادت کا شَوق تھا۔ نیک والدین کی تربیت نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اخلاق کو شروع ہی سے پاکیزگی کے سانچے میں ڈھال دیا تھا۔ ہوش سنبھالتے ہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو تعلیم کے لئے مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ حُرُوف شَناسی کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے قرآنِ پاک مکمل پڑھ لیا۔[2]

---

1 ... کشف المحجوب، دیباچہ، ص ۱۲

2 ... اللہ کے خاص بندے، ص ۴۵۹

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بچپن ہی سے محنت و جانفشانی کے ساتھ علمِ دین حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حصولِ علم میں اتنے مشغول رہتے کہ نہ تو کھانے پینے کا خیال رہتا اور نہ ہی گرد و پیش کی خبر۔ چنانچہ حضرت خواجہ مستان شاہ کابلی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الغَنِی فرماتے ہیں: جن کا دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف مُتَوَجِّہ ہو وہ دنیا کی نعمتوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ حضرت سیدنا علی بن عثمان ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سلطان محمود غزنوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قائم کردہ دینی مدرسہ میں تقریباً بارہ تیرہ سال کی عمر میں زیرِ تعلیم تھے۔ حصولِ علم کے جَذبہ سے سَرشار تعلیم میں اتنا مَحْو (یعنی مشغول) ہوتے کہ صبح سے شام ہو جاتی مگر پانی تک پینے کی فرصت نہ ملتی۔ رِضوان نامی سفید ریش بزرگ اس مدرسہ کے مُدَرِّس تھے۔ وہ اپنے اس خاموش طبع طالِبِ علم کو تکریم کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔[1]

بولنے والا بارہا پچھتاتا ہے

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے "خاموش شہزادہ" میں تحریر فرماتے ہیں: یہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ خاموش رہنے میں نَدامت کا امکان بہت کم ہے جب کہ موقع بے موقع "بول پڑنے" کی عادت سے بارہا SORRY کہنا

---

1 . . . اللہ کے خاص بندے، ص۴۵۹

پڑتا اور مُعافی مانگنی پڑتی ہے یا پھر دل ہی دل میں پچھتاوا ہوتا ہے کہ میں یہاں نہ بولا ہوتا تو اچّھا تھا کیوں کہ میرے بولنے پر سامنے والے کی جِھجک اُڑ گئی، کھری کھری سُنَنی پڑی، فُلاں ناراض ہو گیا، فُلاں کا چِہرہ اُتر گیا، فُلاں کا دل دُکھ گیا۔ اپنا وَقار بھی مَجروح ہوا وغیرہ وغیرہ۔ حضرت سیِّدُنا محمد بن نَضْر حارِثی سے مروی ہے: زیادہ بولنے سے وَقار (دبدبہ) جاتا رہتا ہے۔[1]

بولنے اور چُپ رہنے کی دو قسمیں

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: **اَلْخَیْرُ خَیْرٌ مِّنَ السُّکُوْتِ وَالسُّکُوْتُ خَیْرٌ مِّنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ** یعنی اچّھی بات کہنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بُری بات کہنے سے بہتر ہے۔[2] حضرتِ سیِّدُنا علی بن عثمان ہجویری اَلْمعروف **داتا گنج بخش** رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ "**کَشْفُ الْمَحْجُوب**" میں فرماتے ہیں: کلام (یعنی بولنا) دو ۲ طرح کا ہوتا ہے۔ ایک کلامِ حق اور دوسرا کلامِ باطل، اِسی طرح خاموشی بھی دو ۲ طرح کی ہوتی ہے: (۱) بامقصد (مَثَلاً فکرِ آخِرت یا شَرعی اَحکام پر غور و خَوض وغیرہ کیلئے) خاموشی (یعنی چُپ رہنا) (۲) غفلت بھری (یامَعاذَاللہ گندے تصوّرات یا دنیا کے بے جاخَیالات سے بھرپور) خاموشی۔ ہر شَخْص کو سُکوت (یعنی خاموشی) کی حالت میں خوب اچّھی طرح غور کر لینا چاہئے کہ اگر اِس کا بولنا حق ہے تو

---

1 ... الموسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، باب حفظ اللسان وفضل الصمت، ۷/۶۰، رقم: ۵۲

2 ... شعب الایمان، الباب الرابع والثلاثون، فصل فی فضل السکوت۔۔الخ، ۴/۲۵۶، حدیث: ۴۹۹۳

بولنا اُس کی خاموشی سے بہتر ہے اور اگر اُس کا بولنا باطِل ہے تو اُس کی خاموشی اس کے بولنے سے بہتر ہے۔ حُضور داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ گفتگو کے حق یا باطِل ہونے کے متعلِّق سمجھانے کیلئے ایک **حکایت** نَقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر شبلی بغدادی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بغداد شریف کے ایک مَحَلّے سے گزرتے ہوئے ایک شَخْص کو سنا وہ کہہ رہا تھا: اَلسُّکُوْتُ خَیْرٌ مِّنَ الْکَلَامِ یعنی خاموشی بولنے سے بہتر ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے فرمایا: "تیرے بولنے سے تیرا خاموش رہنا اچّھا ہے اور میرا بولنا خاموش رہنے سے بہتر ہے۔"(1)

مدرسے کی زینت

ایک روز سلطان محمود غزنوی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا گُزر اس مَدرَسے کے پاس سے ہوا تو وہ اس عظیم درس گاہ میں تشریف لائے۔ تمام طلباء زیارت کے لیے دوڑے لیکن حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ مطالعے میں اس قدر مُنْہَمِک تھے کہ آپ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو سلطان کی آمد کی خبر ہی نہ ہوئی۔ اُستاد صاحب نے پکارا: دیکھو علی! کون آیا ہے؟ اب کیا تھا ایک طرف سلطان محمود غزنوی اور دوسری جانب ایک کمسن طالب علم۔ عجیب منظر تھا، سلطان محمود غزنوی نے اس نوعمر طالب علم پر ایک نظر ڈالی لیکن تجلّیات کی تاب نہ لاتے ہوئے فوراً نظریں جھکا دیں اور مُدَرِّس سے کہا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ بچہ خدا کی طرف راغب

---

(1) . . . کشف المحجوب، باب آدابھم فی الکلام والسکوت، ص ۴۰۲ ماخوذاً

ہے ایسے طالب علم اس مدرسہ کی زینت ہیں۔[1]

حصولِ علمِ دین کے لیے مزید سفر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پیاس پانی سے بجھ جاتی ہے لیکن علم کا پیاسا کبھی سیر اب نہیں ہوتا کیوں کہ یہ پیاس چشمۂ علم سے فیضیاب ہوکر بڑھتی ہی چلی جاتی ہے ، حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ آج کل جیسی سَہُولیات مُیَسَّر نہ ہونے کے باوُجود کئی آزمائشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے جلیلُ القدر ہستیوں کی بار گاہ میں حاضر ہوئے اور ان سے نہ صرف بھرپور اِستِفَادَہ کیا بلکہ باطِنی تَرْبِیَّت بھی حاصِل فرمائی اس نوعِیَّت کا ایک واقعہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خود بیان فرماتے ہیں: ایک دن میں حضرت سیدنا ابو القاسم عبد اللہ بن علی گر گانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بار گاہ میں حاضر تھا اور جو لطائف مجھ پر مُنکشِف ہوئے تھے وہ میں آپ کی بار گاہ میں عرض کر رہا تھا تا کہ آپ کی ہدایات کے مطابق اپنے احوال درست کر سکوں اس لیے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ناقدِ وقت تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بہت اَدَب و اِحْتِرَام سے سُن رہے تھے میرا لڑکپن اور جُوشِ جوانی اپنا حال بیان کرنے پر حَرِیْص بنا رہا تھا۔ عین اسی حالت میں میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ جو لطائف میرے اوپر گزرے ہیں شاید اس قدر لطائف اِن بزرگ (یعنی حضرت سیدنا ابو القاسم عبد اللہ بن علی گر گانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی

---

1 . . . اللہ کے خاص بندے، ص ۴۶۰ ملخصًا

عَلَیْہ) پر نہیں گزرے یہی وجہ ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نہایت توجہ اور احترام سے میرے اَحوال سن رہے ہیں۔ حضرت سیدنا ابو القاسم عبد اللہ بن علی گرگانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بذریعۂ کشف میرے اس خیال پر مطلع ہو گئے اور فرمایا: ''عزیز بیٹے! میرا یہ اِحْتِرام صرف آپ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ تو ہر ابتدائی طالبِ علم سے ہے جو بھی اپنا حال بیان کرتا ہے میں اِسی اِحْتِرام سے اس کے اَحْوال سُنتا ہوں۔'' میں یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ (1)

سوال کرنے کی فضیلت

اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے: ''علم خزانہ ہے اور سُوال کرنا اس کی چابی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے سُوال کیا کرو کیونکہ اس (یعنی سوال کرنے کی صورت) میں چار افراد کو ثواب دیا جاتا ہے۔ سُوال کرنے والے کو، جواب دینے والے کو، سننے والے اور ان سے مَحبَّت کرنے والے کو۔'' (2)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علم حاصل کرنے کے لیے سُوال کرنا یقیناً باعثِ فضیلت ہے لیکن اس کے لیے سُوال کرنے کے آداب کا لحاظ کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر کبھی کوئی عالم صاحب کسی وجہ سے ناراضی کا اظہار بھی فرما دیں

---

1 ... کشف المحجوب، ص١٧٦، سیدِ ہجویر، ص٩٢

2 ... الفردوس بماثور الخطاب، باب العین، ٢/٨٠، حدیث: ٤٠١١

تب بھی ادب کا دامن ہر گز نہیں چھوڑنا چاہئے۔اس ضمن میں امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمایئے چنانچہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: مجھے دینی مسائل سیکھنے کا بہت شوق تھا، میں بچپن سے ہی علم کا پیاسا تھا۔میرے سوال کرنے پر ایک دفعہ نہ جانے کیوں، ایک مفتی صاحب نے مجھے غصے سے جھاڑ پلادی مگر میں نے (ادب سے) عرض کیا حضور علما سے سنا ہے کہ

فَسْــٴَـلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمۂ کنزالایمان: تواے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔

(پ۱۷، الانبیاء:۷)

یہ سن کر وہ فوراً نرم ہو گئے اور فرمایا: ہاں پوچھو؟

کتنا علم سیکھنا فرض ہے؟

حدیثِ پاک میں ہے: علم حاصل کرنا ہر مُسلمان پر فرض ہے۔[1] شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علّامہ مَوْلانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: اِس حدیثِ پاک کے تحت میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جو کچھ فرمایا اس کا آسان لفظوں میں مختصراً خلاصہ عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ سب میں اوّلین و اہم ترین فرض یہ ہے کہ بُنیادی عقائد کا علم

1 . . . ابن ماجة، کتاب السنة، باب فضل العلماء والحث الخ، ۱/۱۴۶، حدیث: ۲۲۴

حاصِل کرے جس سے آدمی صحیح العقیدہ سُنّی بنتا ہے اور جن کے انکار و مخالَفت سے کافِر یا گُمراہ ہو جاتا ہے۔اِس کے بعد مسائلِ نَماز یعنی اِس کے فرائض وشرائط و مُفسِدات (نماز توڑنے والی چیزیں) سیکھے تاکہ نَماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔پھر جب رَمَضانُ الْمبارَک کی تشریف آوری ہو تو روزوں کے مسائل،مالکِ نصابِ نامی (یعنی حقیقۃً یا حکماً بڑھنے والے مال کے نِصاب کا مالک) ہو جائے تو زکوۃ کے مسائل،صاحِبِ اِستِطاعت ہو تو مسائلِ حج،نِکاح کرنا چاہے تو اِسکے ضَروری مسائل،تاجِر ہو تو خریدو فروخت کے مسائل، مزارِع یعنی کاشتکار (اورزمیندار) پر کھیتی باڑی کے مسائل،ملازِم بننے اور ملازِم رکھنے والے پر اجارہ کے مسائل۔وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیاس (یعنی اوراِسی پر قِیاس کرتے ہوئے) ہر مسلمان عاقِل و بالغ مرد وعورت پر اُس کی موجودہ حالت کے مطابِق مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے۔اِسی طرح ہر ایک کیلئے مسائلِ حلال وحرام بھی سیکھنا فرض ہے۔نیز مسائلِ قلب (باطنی مسائل) یعنی فرائضِ قَلْبِیَّہ (باطنی فرائض) مَثَلاً عاجِزی واِخلاص اور توکُّل وغیرہا اوران کو حاصِل کرنے کا طریقہ اور باطنی گناہ مَثَلاً تکبُّر،رِیاکاری،حَسَد وغیرہا اوران کا عِلاج سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔(1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مَعلوم ہوا کہ دین کا بنیادی علم نہ سیکھنا آخرت کی تباہی وبربادی کا سبب بن سکتا ہے کیونکہ جب نماز،روزہ،حج زکوٰۃ نکاح تِجارت مَزدوری اور دیگر معاملات کے بارے میں دینی معلومات نہ ہوں گی تو یقیناً ان کاموں میں شرعی غلطیاں بھی سرزد ہوں گی جن کی وجہ سے آخرت میں پکڑ ہو

---

1 . . . کفریہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب ۳۴۲

سکتی ہے۔ لہٰذا زندگی کی ان انمول ساعتوں کو غنیمت جانتے ہوئے حصولِ علمِ دین کے لئے کوشاں رہیے اور دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے بچنے اور آخرت کے لیے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تین سو مشائخ سے اکتسابِ فیض

حضرت سیّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جتنے بھی ممالک کا سفر فرمایا اس کا مقصد عُلماء و مَشائخ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اکتسابِ فیض کرنا اور اپنی علمی پیاس بجھانا تھا۔ اس مَقْصد کے حصول کے لیے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے صرف خراسان کے تین سو مشائخ کی خدمت میں حاضری دی اور ان کے عِلم و حِکمت کے پُر بہار گلستانوں سے گُل چینی کر کے اپنا دامن بھرتے رہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اساتذہ کی طویل فہرست میں سے تین کا تذکرہ مُلاحظہ کیجیے اس سے اندازہ ہو گا کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جن اللّٰہ والوں سے اِستفادہ فرمایا ان پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے کس قدر انعامات تھے اور انہوں نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو کس کس طرح نوازا۔

---

1 ... کشف المحجوب، ص١٨١ ماخوذاً

(۱) حضرت سیدنا ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری

جن بزرگوں کی بارگاہ میں حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حاضری دی ان میں سے ایک حضرت سیدنا ابو القاسم عَبْدُ الکَرِیم بن ہَوَازِن قُشَیْرِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی ہیں۔ صاحبِ رسالۂ قشیریہ زَینُ الاسلام حضرت سیّدنا ابو القاسم عَبْدُ الکَرِیم بن ہَوَازِن قُشَیْرِی شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ولادت ۳۷۶ھ استواء نزد نیشاپور ضلع خراسان ایران میں ہوئی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ علم تفسیر، حدیث، کلام، فلسفہ، فقہ اور تصوف میں ماہر تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی 16 تصانیف میں رسالہ قشیریہ کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ۱۷ ربیع الآخر ۴۶۵ء میں وفات پائی۔ مزار مبارک نیشاپور ضلع خراسان ایران میں ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اعلیٰ اَخلاقی اَوصاف کو بے پناہ شہرت حاصل ہے لیکن آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا سب سے خوبصورت وصف لغویات سے پرہیز ہے جس کا ذکر خصوصیت کے ساتھ حضرت سیّدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کشف المحجوب میں فرمایا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت ابو القاسم عَبْدُ الکَرِیم بن ہَوَازِن قُشَیْرِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے زمانے میں یکتا اور قدر و منزلت میں اَرفَع و اَشرَف تھے۔ آپ کے حالات اور گوناگوں فضائل اہلِ زمانہ میں مشہور ہیں ہر فن میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے لطائف موجود ہیں، آپ کی محققانہ تصانیف بکثرت ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَحْمَۃُ

اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے حال وزبان کو لغویات سے محفوظ رکھا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ لَغْوِیّات سے محفوظ رکھے اس کا شُمار پسندیدہ بندوں میں ہوتا ہے۔ اُس پر رحمتِ الٰہی جُھوم جُھوم کر برستی ہے لہٰذا رحمتِ الٰہی کا حقدار بننے کے لیے خود کو فُضُولِیّات اور لَغْوِیّات سے بچایئے۔ اس کے لیے روزانہ اپنے مَعْمُولات کا اِحْتِساب کیجیے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو **مدنی انعامات** عطا فرمائے ہیں جن کی برکت سے نہ صرف فرائض وواجبات پر عمل کی سعادت اور ناجائز وحرام کاموں سے بچنے کا ذہن ملتا ہے بلکہ فضول بولنے اور دیکھنے سے چُھٹکارا نصیب ہوتا ہے لہٰذا آپ بھی روزانہ مدنی انعامات کا رسالہ پُر کرنے کا معمول بنا لیجیے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے آپ پر بھی رحمتِ الٰہی خوب برسے گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حضرت سیِّدُنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت ابو القاسم قشیری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے جو کچھ سنا اور سیکھا ان میں سے چند باتوں کو اپنی مایہ ناز کتاب کشف المحجوب میں محفوظ فرمایا، اس سلسلے میں دو حکایات ملاحظہ کیجیے:

(۱) مجھے موتی درکار نہ تھے

حضرت سیِّدُنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مَیں نے

1 ... کشف المحجوب، ص ۱۷۴

حضرت سیدنا عَبْدُ الکَرِیم بن ہَوَازِن قُشَیْرِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: مَیں نے ایک بار طائرانی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) سے پوچھا: آپ اپنا ابتدائی حال سنایئے۔ ارشاد فرمایا: "ایک وقت مجھ پر وہ تھا کہ ایک پتھر کی ضرورت پڑی، سرخس کی ایک نہر سے جو پتھر مَیں نے اٹھایا، وہی جوہر (قیمتی پتھر) بن گیا۔ مَیں نے اسے پھینک دیا۔" (حضرت سیدنا ابوالقاسم قشیری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ آپ کے اس عمل کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں) یہ اس لیے نہیں کہ ان کی نظر میں جوہر (قیمتی پتھر) اور پتھر یکساں تھے، بلکہ اس لیے کہ انہیں پتھر کی ضرورت تھی، جوہر (قیمتی پتھر) درکار نہ تھا۔[1]

(۲) رب عَزَّوَجَلَّ کی رضا میں میری رضا ہے

حضرت سیّدنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "مَیں نے استاد ابوالقاسم قشیری (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی) سے سنا کہ لوگوں نے غربت وامیری میں گفتگو کرکے اپنے لیے ایک کو پسند کرلیا ہے۔ مگر مَیں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے لیے میرا جمیلِ حقیقی (اللہ عَزَّوَجَلَّ) جو پسند فرمائے، اس میں ہی مجھے رکھے۔ اگر میرے لیے دولت مند ہونا پسند فرمائے تو مجھے اپنی یاد سے غافل نہ کرے اور اگر غربت پسند فرمائے، تو اس میں حرص ولالچ سے محفوظ رکھے۔"[2]

---

1 ... کشف المحجوب، باب فی فرق فرقھم فی مذاہبھم الخ، ص ۲۴۴
2 ... کشف المحجوب، ص ۲۵

حکایتوں سے حاصل ہونے والے مدنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان دونوں حکایتوں کے ذریعے اساتذہ اور طلبا دونوں ہی کے لیے بے شمار مدنی پھول اپنی خوشبو بکھیر رہے ہیں، مثلاً

(۱) اگر طلباء اساتذہ سے حاصل ہونے والی نصیحتوں کو غور سے سن کر ذہن میں محفوظ کرلیں اور انہیں اپنی عملی زندگی میں نافذ کریں تو یہ انہیں کامیابی تک پہنچانے کے لیے بے حد معاون ثابت ہوں گی۔

(۲) کوئی بات ذہن نشین کرانے کے لیے اگر اُس موضوع پر حکایت سنا دی جائے تو وہ بات جلد ذہن نشین ہوتی ہے اور اس کا اثر بھی ساری زندگی باقی رہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی تحریروں، بیانات اور مدنی مذاکروں میں اولیاءِ کرام کے اس خوبصورت انداز کو اختیار فرماتے ہوئے علم و حکمت سے بھرپور حکایات بیان کرکے نصیحتوں کے مدنی پھول ارشاد فرماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی نصیحتیں دل و دماغ میں محفوظ ہو جاتی ہیں اور اس کا اثر سننے والے کے ظاہر پر بھی نظر آتا ہے۔

(۳) پہلی حکایت میں قناعت اور دوسری حکایت میں رضائے الٰہی پر راضی رہنے کی تربیت ہے اور یہ دونوں وصف اللہ عَزَّوَجَلَّ کا پسندیدہ بندہ بنانے میں بے حد مُعاون ہیں۔

(۴) اساتذہ کو چاہیے کہ اپنے طلبہ کی علمی ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۲) حضرت ابو العباس احمد بن محمد اشقانی

حضرت سیدنا ابو العباس احمد بن محمد اشقانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی بھی حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نیشاپور کے قریب شقان (خراسان شمالی) ایران میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ عالم، مدرس اور شیخ المشائخ تھے۔ ساری زندگی نیشاپور کے ایک مدرسے میں تدریس کرتے ہوئے گزاری۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی ظاہری و باطنی علوم میں یکساں مہارت رکھتے تھے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت سیّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”مجھے ان سے بے حد محبت ہے، مجھ پر وہ خُصُوصِی شَفْقت فرماتے تھے، بعض عُلوم میں وہ میرے اُستاد ہیں، جب تک میں اُن کے پاس رہا ان سے بڑھ کر تعظیمِ شریعت کرنے والا کسی کو نہیں پایا۔“[1]

(۳) حضرت ابو القاسم عبد اللہ بن علی گرگانی

حضرت سیّدُنا ابو القاسم عبد اللہ بن علی گرگانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ زبردست

[1] ... کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من المتاخرین، ص ۱۷۴

وَلیُّ اللہ گزرے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ولادت ۳۸۰ھ میں گرگان (نزد طوس صوبہ خراسان رضوی) ایران میں ہوئی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ عالم، صوفی اور صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ۲۳ صفر المظفر ۴۵۰ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار مبارک تربت حیدریہ صوبہ خراسان رضوی ایران میں ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو تمام ظاہری علوم پر دسترس حاصل تھی، حسنِ اخلاق بھی بے مثال تھا، طلباء کی بات نہایت توجہ اور اطمینان سے سماعت فرماتے اور ان کی دِلی کیفیت جان کر اِصلاح فرمایا کرتے ،لوگ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر بے پناہ اِعتماد کرتے اور ہر ایک کا دل آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی جانب کھنچا چلا جاتا، انہی خصوصیات کی بِنا پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ **"لِسانُ العَصْر"** کے لقب سے مشہور تھے۔ حضرت سیِّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔[1]

صحبت سے متعلق سوال

ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا ابو القاسم بن علی گرگانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں عرض کی: شرطِ صحبت کیا ہے؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: صحبت میں ہر قسم کی آفات موجود ہیں، کیوں کہ (صحبت کی سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ) ہر ایک اپنا مَطلب پورا کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ آسائش کے

---

1 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتهم من المتاخرین، ص ۱۷۵

طالب کو صحبت سے تنہائی بہتر ہے ۔(صحبت کی آفتوں سے بچ کر فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ) بندہ اپنی خوشی کو ترک کر دے اور اپنی مُشکلات میں خوشی محسوس کرے (یعنی جب بندہ اپنی خوشیوں کو چھوڑ کر مشکلات اور آزمائش پر صبر کرنا سیکھ جائے) تو ایسی صورت میں وہ صحبت سے فائدہ اٹھا سکے گا۔"[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی مسلمان سے محض ذاتی مفاد کے لیے تعلق رکھنا بہت بڑی آفت ہے اور یہ آفت اپنے ساتھ کئی طرح کی باطنی بیماریوں کا سبب بن جاتی ہے، مثلاً اگر آپ نے کسی اسلامی بھائی سے کوئی ذاتی کام کہا لیکن وہ بَروقت نہ ہو سکا تو یہ عمل بدگمانی کی چِنگاری کو ہوا دیتا ہے جس سے دل میں بُغض و کینہ کالاوا پکنے لگتا ہے اور یہ لاوا اِنتقام کی صورت اختیار کر جاتا ہے بلکہ بعض اوقات قتل و غارت گری تک نوبت پہنچ جاتی ہے لہٰذا اگر کبھی ایسا موقع آئے اور بدگمانی کی چنگاری سُلگنے لگے تو اسے حُسنِ ظن کے پانی سے فوراً بجھا دیجیے، صبر کیجیے اور عفوو درگُزر سے کام لیجیے۔ ضرورت پڑنے پر جو اسلامی بھائی آپ کی مدد نہ کر سکے لیکن کبھی ان پر کوئی آفت ٹوٹ پڑے تو انہیں مشکل میں مُبتلا دیکھ کر ان کی دستگیری ضرور کیجیے، رضائے الٰہی کے خاطر خیر خواہی کرنے سے آپ کے بھی بگڑے کام بن جائیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 . . . کشف المحجوب، باب آدابھم فی الصحبۃ، ص ۳۷۸

حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام سے اکتسابِ فیض

حضرت سیّدُنا علی خوّاص رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا خضر عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ملاقات کی تین شرطیں ہیں، جس میں یہ تین شرائط نہ ہوں وہ آپ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ملاقات نہیں کر سکتا اگرچہ جن وانس سے زیادہ عبادت گزار ہو۔(۱)وہ سنّت کا عامل ہو، بدعتی نہ ہو۔(۲)دنیا پر حریص نہ ہو، اگر وہ ایک روٹی بھی دوسرے دن کے لیے بچا کر رکھے تب بھی حضرت سیدنا خضر عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ملاقات نہیں کر سکے گا۔(۳)مسلمانوں کے لیے اس کا سینہ بالکل صاف ہو، نہ تو اس کے دل میں کینہ ہو نہ ہی حسد اور نہ ہی وہ کسی پر تکبر کرتا ہو۔[1]

حضرت سیّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ عاملِ سنّت، حرصِ دنیا سے کوسوں دور اور مسلمانوں کے خیر خواہ تھے اسی لیے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیدنا خضر عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے نہ صرف ملاقات فرمائی بلکہ آپ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی صحبت میں رہ کر ظاہری و باطنی علوم حاصل فرمائے نیز آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی حضرت سیدنا خضر عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بہت ہی گہری دوستی تھی۔[2]

---

1 ... المیزان الخضریہ، ص ۱۵
2 ... کشف المحجوب، دیباچہ، ص۱۶

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! استاد اگر اپنے فن میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ حُسنِ اخلاق، خوفِ خدا اور زہد و تقویٰ کا پیکر ہو اور اس کی صحبت فکرِ آخرت کی یاد دلائے تو یہ خُصُوصیات یقیناً شاگرد کی تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت کا بھی سبب بنتی ہیں اور یہی تربیت شاگرد کو وہ آفتاب بنا دیتی ہے جس کی روشنی سے جہالت کے اندھیرے دور ہوتے ہیں اور علم کا نور ہر طرف پھیل جاتا ہے۔ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: طلبہ ملک و ملت کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں، مُستقبِل میں قوم کی باگ دوڑ یہی سنبھالتے ہیں، اگر ان کی شریعت و سنّت کے مطابق تربیت کر دی جائے تو سارا مُعاشَرَہ خوفِ خدا اور عشقِ مُصطفٰے کا گہوارہ بن جائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اس اہمیت کے پیشِ نظر دعوتِ اسلامی نے "شعبۂ تعلیم" قائم کیا ہے جس کے ذریعے مختلف تعلیمی اداروں سے تعلق رکھنے والے طلبہ کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی تربیت کا خصوصی اِہتمام کیا جاتا ہے، کئی طلبہ و اساتذہ مدنی اِنعامات پر عمل اور سنّتوں کی دُھومیں مچانے کے لیے مدنی قافلوں میں بھی سفر کرتے ہیں۔ اگر آپ بھی استاد یا طالبِ علم ہیں اور اپنے اندر خوفِ خدا اور عشقِ مُصطفٰے پیدا کرنا چاہتے ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سلسلۂ طریقت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بزرگانِ دین کا معمول رہا ہے کہ دنیا و آخرت

میں کامیابی کے لیے کسی مُرشدِ کامل سے شَرَفِ بیعت ضرور حاصل فرمایا کرتے یوں ظاہر کی تعمیر کے ساتھ ساتھ باطن کی ترقی کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا۔ حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خواجہ ابوالفضل محمد بن حسن خُتَّلی (1) جنیدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مرید تھے۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا شجرۂ طریقت 9 واسطوں سے حضرت سیدنا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت سیدنا داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے شیخِ کامل کا نام حضرت سیدنا ابوالفضل محمد بن حسن خُتَّلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہے ان کے شیخ کا نام حضرت سیدنا ابو الحسن علی بن ابراہیم حُصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہے ان کے شیخ کا نام حضرت سیدنا ابو بکر شبلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہے جو مرید تھے حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی کے وہ مرید تھے حضرت سیدنا سَری سَقَطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے، ان کی بیعت حضرت سیِّدُنا معروف کَرخی سے تھی، وہ حضرت سیدنا داؤد طائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت داؤد طائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بیعت سیدنا حبیب عجمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے تھی اور وہ مرید تھے حضرت سیدنا خواجہ حسن بصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے جنہیں فیضانِ طریقت حضرت سیِّدُنا

---

(1) ... معجم البلدان میں خُتَّل کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس لفظ کا اعراب خُتَّلی ہے جب کہ حضرت ابو بکر محمد بن موسیٰ حازمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کا اعراب خُتُّلی تحریر فرمایا ہے۔ معجم البلدان، باب الخاء والتاء ومایلیھما، ۲/۲۱۵، الاماکن اوما اتفق لفظہ وافترق مسماہ، ص ۲۹

علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجھَہُ الْکَرِیْم سے حاصل ہوا تھا جن کی پرورش آغوشِ نبوت میں ہوئی اور جو فیضانِ رسالت سے فیضیاب ہوئے۔[1]

تعارفِ مرشدِ کامل بزبانِ مریدِ کامل

حضرت سیّدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے مرشدِ کریم کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آئمۂ متاخرین میں سے زینِ اَوتاد (یعنی اوتاد کی زینت)، شیخ عِباد (عبادت گزار بزرگ) ہیں۔ طریقت میں میری ارادت انہی سے ہے۔ آپ علمِ تفسیر و روایات کے عالم اور تصوف میں حضرت سیدنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ہم مَشرب تھے۔ حضرت سیدنا ابوالحسن علی بن ابراہیم حُصری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مرید، حضرت سَرَّدی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے مُصاحب اور حضرت ابوحسن بن سالبہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ہم عصر تھے۔ ساٹھ سال کامل گوشہ نشینی اِختیار فرمائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی نشانیاں اور بَراہین بکثرت ہیں، لیکن آپ عام صوفیاء کے رسم ولباس کے پابند نہ تھے، اہلِ رسوم سے سخت بیزار تھے میں نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے بڑھ کر کسی اور کا رُعب و دبدبہ نہیں دیکھا۔[2]

توکل کی برکت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُرشد کی صحبت میں رہ کر دانا مرید سیکھتا اور

---

1 ... سیدِ ہجویر، ص ۹۵، اللہ کے خاص بندے، ص ۴۶۱

2 ... کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من المتاخرین، ص ۱۷۳

اپنی اِصلاح کی کوشش میں مصروف رہتا ہے۔ پڑھ کر بھی علم حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن مرشد کی اداؤں کو ذہن میں محفوظ رکھ کر موقع بہ موقع تصورِ مرشد کرنے سے اس علم پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے مرشد کی اداؤں کو بغور مُلاحظہ فرماتے اور حسبِ موقع مُرشد کے عمل کی حکمت پوچھ کر اسے ذہن نشین فرمالیتے چنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان فرماتے ہیں: ایک دن میرے مرشدِ برحق نے بَیْتُ الجِن سے دمشق جانے کا ارادہ فرمایا۔ بارش کی وجہ سے مجھے کیچڑ میں چلنے میں دشواری ہو رہی تھی مگر جب میں نے اپنے مرشد کی طرف دیکھا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے کپڑے اور جوتیاں خشک تھیں، میں نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں عرض کی (اور اس حیرت انگیر واقعے کی حکمت دریافت کی) تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ہاں! جب سے میں نے تَوَکُّل کی راہ میں اپنے قصد و ارادے کو ختم کر کے باطن کو لالچ کی وَحْشَت سے محفوظ کیا ہے اس وقت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے کیچڑ سے بچالیا ہے۔ [1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مُرشِد کی عبادت و ریاضت اور دنیا سے بے رغبتی کی کیا بات ہے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے مُرشد کے احوال جس خوبصورت انداز میں بیان فرمائے ہیں اُس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کس طرح اپنے مُرشِد کی

---

(1) ... کشف المحجوب، باب فی فرق فرقھم فی مذاہبھم الخ، ص ۲۵۵

اداؤں کو اپنے ذہن میں نقش فرمالیا کرتے تھے، پیر و مُرشد کا تصور اور تذکرہ مرید کے لیے مفید ترین ہے کیوں کہ یہ بھی نیک بننے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیجیے کہ جب تک مرید اپنے مرشِد کی ذات میں خود کو گم نہیں کرتا اس کے لیے کامیابی پانا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ تصورِ مرشِد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اپنے دل میں مرشِد کی مَحبت بڑھائیے کیوں کہ جتنی مَحبت زیادہ ہوگی تصورِ مرشد میں اتنی ہی آسانی ہوگی۔ کاش! ہماری سوچ کا محور مرشِد کی ذات بن جائے ان کے ہر ہر انداز، عادت اور عمل کو بغور دیکھ کر اپنانے کی کوشش کرنا ہمارا معمول بن جائے اس طرح چلنے پھرنے، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے وغیرہ میں مرشد کا انداز اپنانے کا موقع میسر آئے گا اور اس کی برکت سے ہماری بری عادتیں بھی نکلیں گی، فیضانِ مرشد سے مشکلات آسان ہوں گی اور ہمارا ظاہر و باطن حسنِ اخلاق کے نور سے مُنَوَّر ہو گا۔

مرشدِ کریم کے مدنی پھول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان کو جس سے جتنی مَحبت ہوتی ہے اس کا ذکر بھی اتنی ہی کثرت سے کرتا ہے۔ مرشد سے محبت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مرید ان سے ظاہر ہونے والی برکتوں کا خوب تذکرہ کرے اور اُن کے مَلفوظات کی خوب اِشاعت کرے۔ حضرت سیّدنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی مایہ ناز کتاب کشف المحجوب میں مرشد کے ملفوظات نقل فرمائے ہیں، آپ بھی

مُلاحظہ کیجیے:

(۱)بیکاری کی علامت

حضرت سیّدنا ابوالفضل محمد بن حسن خُتَّلی رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ اپنے مریدوں کو کم بولنے اور کم سونے کی تاکید فرماتے چنانچہ حضرت سیّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کا فرمان نقل فرماتے ہیں: ”نیند کے غلبے کے وقت سونا چاہیے اور جب بیدار ہو جاؤ تو (بلاوجہ دوبارہ سونے کی کوشش نہ کرو، کیونکہ یہ) مرید کے لیے حرام ہے اور بیکاری کی نشانی ہے۔“[1]

(۲)ایک دن کی زندگی

حضرت سیّدنا ابوالفضل محمد بن حسن خُتَّلی دنیا کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اَلدُّنیا یَومٌ وَّلَنا فِیھَا صَومٌ یعنی دنیا ایک دن کی ہے اور ہم اس میں روزہ دار ہیں۔[2]

مرشد نے دستگیری فرمائی

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے حضرت سیّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کی براہِ راست دستگیری بھی فرمائی چنانچہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ تحریر فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں وضو کرتے وقت آپ کے ہاتھوں پر پانی

---

1 . . . کشف المحجوب، باب نومھم فی السفر والحضر، ص ٣٩٩

2 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من المتاخرین، ص ١٧٣

ڈال رہا تھا، میرے دل میں خیال گزرا کہ جب تمام کام قسمت و تقدیر پر منحصر ہیں تو آزاد لوگ کیوں کرامت (یعنی عزت) کی خواہش میں مُرشد کے غلام بنے پھرتے ہیں؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اے فرزند! جو خیالات تمہارے دل میں گزر رہے ہیں میں نے جان لیے ہیں تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہر حکم کے لئے کوئی سبب ہوتا ہے جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی سپاہی کے بیٹے کو تاج و تخت عطا فرماتا ہے تو وہ اسے توبہ کی توفیق دے کر کسی دوست و محبوب کی خدمت کی سعادت عطا فرماتا ہے تاکہ یہ خدمت اس کی کرامت (یعنی عزت) کا سبب بنے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ پیر و مرشد نے حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کیسی دستگیری فرمائی۔ اس حکایت سے یہ مدنی پھول بھی حاصل ہوا کہ مرشد کی بارگاہ میں مرید کو ہمیشہ شفقت کا طالب رہنا چاہیے اور اگر مرید بدظن ہو کر پیر پر اعتراض کرتا پھرے تو یہ بدگمانی اور اِعتراض اُسے نعمتِ الٰہی سے محروم کر دینے کے لیے کافی ہے لٰہذا جتنا بھی بڑا مقام و منصب حاصل ہو اُسے پیر ہی کی عطا سمجھنا چاہیے۔

سدا پیر و مرشد رہیں مجھ سے راضی
کبھی بھی نہ ہوں یہ خفا یا الٰہی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من المتاخرین، ص ۱۷۳

مرشد کی آخری نصیحت

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جب مرشد کے وصال کے وقت ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو مُرشدِ کریم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے پُرسکون زندگی گزارنے کا یہ مدنی پھول آپ کی جانب بڑھایا: یادرکھئے! ہر جگہ اور ہر حال اللہ عَزَّوَجَلَّ کا پیدا کردہ ہے۔ خواہ نیک ہو یا بد، ہمیں چاہیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پیدا کردہ کسی بھی چیز سے خصومت (یعنی عداوت و دشمنی) نہ رکھیں اور نہ ہی کسی کی جانب سے ملنے والے رنج و غم کو دل میں جگہ دیں۔"(1)

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کس قدر خوبصورت مدنی پھول عطا فرمایا کہ کسی کے لیے اگر ہم اپنے دل میں نفرت کے بچھو پالتے رہیں گے تو ان کا زہر بغض و کینہ، عداوت و دشمنی اور بدگمانی کی صورت میں دماغ پر حاوی ہو کر اخلاق و کردار میں بگاڑ پیدا کر دے گا یوں ہماری زبان غیبت و چغلی وغیرہ کے شعلے اُگلے گی۔ مَعْلوم ہوا کہ کسی کے لیے بھی دل میں مَعمولی نفرت کو جگہ دینا کس قدر مُہلک اور تباہ کُن ہے لہٰذا آپ بھی اپنے دل میں مسلمان کے لیے محبت پیدا کیجیے اور اگر خدانخواستہ کسی مسلمان سے تکلیف پہنچے یا شکر رنجی پیدا ہو ہی جائے تو صبر کیجیے اور عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود آگے بڑھ کر معافی مانگ لیجیے اس کی برکت سے ثواب کا خزانہ بھی ہاتھ آئے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے اس اسلامی بھائی

---

1 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من المتاخرین، ص ۱۷۳

کے دل میں آپ کی قدر مزید بڑھ جائے گی۔

تمہیں معلوم کیا بھائی خدا کا کون ہے مقبول
کسی سنی کو مت دیکھو کبھی بھی تم حقارت سے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سیر وسیاحت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ والوں کی زیارت اور مزاراتِ اولیاء سے استفادے کی غرض سے سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا ایسا مجاہدہ ہے جو مشاہدے کی دولت سے نوازتا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ مجاہدہ بھی حدِّ کمال کو پہنچا دیا، تقریباً تمام عالمِ اسلام کی سیاحت اور وقت کے اَعَاظم مشائخ وصوفیہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے شام، عراق، بغداد، آذربائیجان ،طبرستان، کرمان، خراسان ماوراء النہر اور ترکستان وغیرہ کا سفر فرمایا اور بزرگوں سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

سفر وسیلۂ ظفر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایک کامیاب مبلغ کے لیے وَسِیع علم، فکر و نظر کی پختگی اور انسانی طبیعت کا گہرا مُطَالَعَہ نہایت ہی ضروری ہے۔ وُسْعَتِ علم اور سوچ و فکر میں پختگی تو اساتذہ کی تربیت اور ذاتی مطالعے سے حاصل کی جاسکتی ہے لیکن انسانی طبیعت کے گہرے مطالعے کے لئے سفر اور کثیر لوگوں سے

ملاقات بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ اور یہ مطالعہ جہاں مُبلغ کے تجربے میں اضافہ کرتا ہے وہیں اس کی گفتگو کو مؤثر اور پُر دلیل بھی بنا دیتا ہے اور اس سفر کی بدولت مبلغ کو اپنی ذات میں خوفِ خدا اور تکالیف و مشکلات بر داشت کر کے صبر و شکر وغیرہ جیسے اوصاف پیدا کرنے کا موقع میسر آتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی کئی ملکوں کا سفر فرمایا اور بہت سارے تجربات حاصل کیے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سفر کی دو حکایات ملاحظہ کیجیے:

(۱) بھوکے شیر کا ایثار

حضرتِ سیِّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”میں نے شیخ احمد حمّاد سَرخسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے ان کی توبہ کا سبب پوچھا، تو کہنے لگے: ایک بار میں اپنے اُونٹوں کو لے کر سَرخَس سے روانہ ہوا۔ دورانِ سفر جنگل میں ایک بُھوکے شیر نے میرا ایک اُونٹ زخمی کر کے گرا دیا اور پھر بُلند ٹیلے پر چڑھ کر ڈکارنے لگا، اُس کی آواز سنتے ہی بہُت سارے دَرِندے اِکٹّھے ہو گئے۔ شَیر نیچے اُترا اور اُس نے اُسی زَخمی اُونٹ کو چِیرا پھاڑا مگر خود کچھ نہ کھایا بلکہ دوبارہ ٹیلے پر جا بیٹھا، جَمْع شُدہ دَرِندے اُونٹ پر ٹُوٹ پڑے اور کھا کر چلتے بنے، باقی ماندہ گوشْت کھانے کیلئے شَیر قریب آیا کہ ایک لنگڑی لُومڑی دُور سے آتی دِکھائی دی، شیر واپَس اپنی جگہ چلا گیا۔ لُومڑی حسبِ ضَرورت کھا کر جب جا چکی تب شیر نے اُس گوشت میں سے تھوڑا سا کھایا۔ میں دُور سے یہ سب دیکھ رہا تھا، اچانک شیر نے میرا رُخ کیا

اور بزَبانِ فَصِیح بولا: ”احمد! ایک لُقمہ کا ایثار تو کُتّوں کا کام ہے مَردانِ راہِ حق تو اپنی جان بھی قربان کر دیا کرتے ہیں۔“ میں نے اِس انوکھے واقِعہ سے مُتَأَثِّر (مُتَ۔ءَث۔ثِرْ) ہو کر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی اور دنیا سے کَنارہ کَش ہو کر اپنے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے لَو لگالی۔[1]

کھانے کیلئے جینا

امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مایہ ناز تصنیف فیضانِ سنّت (جلد اوّل) صفحہ 736 پر فرماتے ہیں: میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! نَفْس کو مارنا بہُت ہی مشکِل اَمر ہے۔ بس کسی طرح اِس کو قابو کرنے کی کوشِش کرنی چاہئے اور اِس کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نَفْس جو کہے اُس کا اُلٹ کیا جائے۔ مَثَلًا وہ اچّھے اچّھے کھانوں، چٹپٹے چٹخاروں کا مشورہ دے یا ڈٹ کر کھانے کی ترغیب دلائے اُس وقت اِس کی نہ مانے، صِرف حسبِ ضَرورت ہی کھائے۔ حُضُور داتا صاحِب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بھوک صدِّیقین کی غذا اور مریدوں کی راہِ سلوک ہے۔ پہلے لوگ زندہ رہنے کے لئے کھاتے تھے مگر تم کھانے کیلئے زندہ ہو۔[2]

(۲) دل کی بات جان لی

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فیضانِ سنّت (جلد اوّل) صفحہ

---

1 ... کشف المحجوب، باب فی فرق فرقھم فی مذاہبھم الخ، ص ۲۰۴

2 ... کشف المحجوب، باب الجوع وما یتعلق بھا، ص ۳۵۹

419 پر تحریر فرماتے ہیں: حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم تین اَحباب حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابنِ مَعلا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی زِیارت کے لئے "رملہ" نامی گاؤں کی طرف چلے۔ راستہ میں یہ طے کیا کہ ہم میں سے ہر شخص کوئی نہ کوئی مُراد اپنے دل میں رکھ لے۔ میں نے یہ مُراد رکھی کہ مجھے حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابنِ مَعلا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے حُسین بن منصور حلّاج رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی مُناجات اور اَشعار دَرکار ہیں۔ دُوسرے نے یہ مُراد طے کی کہ مجھے تلّی کی بیماری سے شِفا حاصِل ہو جائے۔ تیسرے نے کہا: مجھے حلوہ صابُونی کھانے کی خواہِش ہے۔ جب ہم لوگ حاضِرِ خدمت ہوئے تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرتِ سیِّدُنا حُسین بن منصور حلّاج رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اَشعار اور مُناجات لکھوا کر میرے لئے تیّار رکھے تھے جو مجھے عطا فرما دیئے۔ دوسرے دَرویش کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا اُس کی تِلّی کی تکلیف دُور ہو گئی۔ تیسرے سے فرمایا: صابُونی حلوہ شاہی درباروں کی غذا ہے مگر آپ نے لباسِ صُوفیا پہن رکھا ہے! دو میں سے ایک چیز اختیار کیجئے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے اولیاءُ اللّٰہ لوگوں کے دلوں کے اَحوال جان لیتے ہیں، جبھی تو حضرتِ سیِّدُنا شَیخ ابنِ مَعلا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بِغیر پوچھے حُضُور داتا گنج بخش حضرتِ سیِّدُنا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اوران کے اَحباب کی دِلی مُرادیں بیان کر دیں اور دو کی مُرادیں

1 . . . کشف المحجوب، باب آدابھم فی الصحبۃ فی الاقامۃ، ص ۳۸۴

پوری فرما کر تیسرے کو اِصلاح کا مَدَنی پھول عنایت فرمایا یہ بھی معلوم ہوا کہ جب بھی علماء کی بارگاہ میں حاضری ہو تو زبان سنبھالنی چاہیے اور جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی کی بارگاہ میں حاضری ہو تو دل سنبھالنا چاہیے۔ اس بات کو ذہن نشین کرنے کے لیے حضرت داتا گنج ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی نقل کردہ حکایت ملاحظہ کیجیے:

مرشد سے بداعتقادی کے سبب چہرہ سیاہ ہو گیا

حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی کا ایک مرید کچھ بداعتقاد ہو گیا اور سمجھا کہ اسے بھی مَقامِ معرِفت حاصل ہو گیا ہے اب اسے مرشِد کی ضَرورت نہیں رہی۔ لہٰذا وہ خاموشی سے حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی کی بارگاہ سے منہ موڑ کر چلا گیا۔ پھر ایک دن یہ دیکھنے اور آزمانے آیا کہ کیا حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی اس کے دل کے خیالات سے آگاہ ہیں یا نہیں؟ ادھر حضرت سیدنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی نے بھی نورِ فراست سے اس کی حالت ملاحظہ فرمالی۔ چنانچہ جب وہ مرید آیا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ایک سوال پوچھا جس کا یہ جواب ارشاد فرمایا: کیسا جواب چاہتا ہے، لفظوں میں یا معنوں میں؟ بولا: دونوں طرح۔ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اگر لفظوں میں جواب چاہتا ہے تو سن! اگر مجھے آزمانے سے پہلے خود کو آزما اور پرکھ لیتا تو تجھے مجھے آزمانے کی ضرورت پیش نہ آتی اور نہ ہی تو یہاں مجھے آزمانے آتا۔ معنوی جواب یہ ہے کہ میں نے تجھے منصبِ ولایت سے معزول کیا۔ یہ فرمانا تھا کہ اس مرید کا چہرہ سیاہ ہو

گیا۔ وہ آہ و زاری کرتے ہوئے عرض گزار ہوا: حضور یقین کی راحت میرے دل سے جاتی رہی ہے۔ پھر توبہ کی اور فضول باتوں پر بھی ندامت کا اظہار کیا تو حضرت سیّدنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: تو نہیں جانتا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی والیانِ اسرارِ الٰہی ہوتے ہیں، تجھ میں ان کی ضرب کی برداشت نہیں۔[1]

(۳) بیس سال مسلسل قیام فرمانے والے بزرگ

حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مَیں خراسان کے ایک قصبہ پہنچا جسے "کُمند" کہتے ہیں۔ وہاں حضرت ادیب کمندی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نامی ایک مشہور بزرگ تھے۔ آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) بیس سال برابر قیام میں رہے تَشَہُّد نماز کے سوا کبھی نہ بیٹھے۔ آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) سے میں نے اس کا سبب پوچھا تو آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے ارشاد فرمایا: ابھی میرا وہ درجہ نہیں کہ حضورِ حق کا مُشاہدہ بیٹھ کر کروں۔[2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

داتا صاحب اور حاضریٔ مزارات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَوْلِیاءُ اللہ کے مزارات پر حاضری دینے کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں، مشکلات و مصائب سے نجات ملتی ہے اور خاص

---

1 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتهم من تبع الخ، ص ۱۳۷

2 . . . کشف المحجوب، باب المشاهده، کشف الحجاب الخ، ص ۳۷۱

اس نظریے سے اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی کے مزارات پر جانا بھی ہمارے اسلاف کا طریقہ رہا ہے۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا بھی معمول تھا کہ بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی کے مزارات پر حاضری دیتے، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے مزارات پر حاضری کے مُتَعَلِّق اپنے کئی واقعات اپنی مشہور و معروف کتاب "کَشْفُ المَحجُوب" میں درج کیے ہیں۔ چند واقعات ملاحظہ کیجیے:

چنانچہ ایک بار حضرتِ سَیِّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه ملکِ شام میں مؤذنِ رسول، حضرتِ سَیِّدُنا بلال رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے مزار پر حاضر تھے۔ وہیں آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے بحالتِ خواب تاجدارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اور ان کے ساتھ کروڑوں حنفیوں کے امام، حضرتِ سَیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کی زیارت کی۔[1]

مزید فرماتے ہیں: ایک بار مجھے ایک (دینی) مُشکِل در پیش ہوئی، میں نے اس کے حل کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا، اس سے قبل بھی مجھ پر ایسی ہی مُشکِل آئی تھی تو میں نے حضرتِ شیخ بایزید رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے مزار شریف پر حاضری دی تھی اور میری وہ مُشکِل آسان ہو گئی تھی۔ اس مرتبہ بھی میں نے ارادہ کیا کہ وہاں حاضری دوں۔ اسی نیت سے تین ماہ تک مزار مبارک پر چلہ کشی

---

1 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتهم من تبع الخ، ص ۱۰۱

کی، تاکہ میری مُشکِل حل ہوجائے۔[1]

حضرت ابوالعباس قاسم بن مہدی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں حُضُور داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ اِرْشاد فرماتے ہیں: آج تک ان کا مزار ''مَرْو'' میں مَوجود ہے اور بہت مشہور و معروف ہے، لوگ وہاں مرادیں مانگنے جاتے ہیں اور بڑی بڑی مشکلات حل کرنے کے لیے ان سے طالبِ امداد ہوتے ہیں اور ان کی امداد کی جاتی ہے، یہ بات بہت مُجَرَّب (یعنی کئی بار کی آزمائی ہوئی) ہے۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اولیائے کرام حیات ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! سَیِّدُنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ نہ صرف مزارات پر جانا باعثِ برکت ہے بلکہ وہاں مشکلات بھی حل ہوتی ہیں۔ اور یقیناً یہ سب صاحبِ مزار ہی کا فیضان ہوتا ہے۔ ممکن ہے کسی کو یہ وسوسہ آئے کہ اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی کا یہ فیض کیسے مل سکتا ہے؟ کیونکہ وہ تو وفات پا چکے ہوتے ہیں۔ یاد رکھئے! اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی ربِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی عنایات سے مَزارات میں نہ صرف حیات ہوتے ہیں

---

1 . . . کشف المحجوب، باب الملامۃ، ص ٦٥

2 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من تبع الخ، ص ١٦٥

بلکہ زائرین کی ہدایت واِعانت (مدد) بھی فرماتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا امام اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: انبیاء، اولیاء اور شہداء کے اَجسام قبروں میں بھی نہ تو مُتغیِّر ہوتے ہیں اور نہ ہی بوسیدہ ہوتے ہیں، کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے جسموں کو اس خرابی سے جو گوشت کے گلنے سڑنے سے پیدا ہوتی ہے، محفوظ رکھا ہے۔[1]

مصنفِ کُتُبِ کثیرہ حضرت شیخ عبدُالحق مُحدثِ دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمارے زمانے میں وہ بدترین مخلوق بھی پیدا ہوچکی ہے جو دارِ فانی سے دَارِ بَقا کی طرف کوچ کر جانے والے اَوْلِیاءُ اللّٰہ سے اِستمداد اور اِستِعانَت کی منکر ہے وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں مگر لوگوں کو اس کا شعور نہیں، وہ (یعنی بدترین مخلوق) اولیاءِ کرام کی جانب مُتَوَجِّہ رہنے والوں کو مشرک سمجھ کر بُت پرستوں جیسا قرار دیتے ہیں اور بہت سی خرافات بک دیتے ہیں، انہیں اس کی حقیقت کا کچھ علم نہیں وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔[2] ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: حضرت سیِّدنا موسیٰ کاظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مزار پر حاضری قبولیتِ دعا کے لیے بے حد مُجرَّب ہے۔ حضرت سیِّدنا امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جن سے حیات میں مدد طلب کی جاسکتی ہے ان تمام سے بعدِ

---

1 ... تفسیر روح البیان، پ١٠، التوبۃ، تحت الآیۃ: ١٣،٤١/٣٩/٣

2 ... لمعات التنقیح، کتاب الجہاد، باب حکم الاسراء، ٤٠/٧، تحت الحدیث: ٣٩٦٧

وفات بھی مدد طلب کی جاسکتی ہے۔مشائخِ عِظام رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی کا فرمان ہے: چار بزرگ وہ ہیں جو اسی طرح تصرف فرماتے ہیں جیسے اپنی زندگی میں تصرف فرمایا کرتے تھے (وہ وفات پانے کے بعد حیات سے) کئی گنا زیادہ تصرف فرماتے ہیں: حضرت سیدنا مَعروف کرخی، حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا اور دو ان کے علاوہ ہیں۔[1]

حضرتِ علامہ علی قاری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: اَوْلِیاءُ الله کی دونوں حالتوں (حیات و ممات) میں اصلاً (کوئی) فرق نہیں، اسی لیے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں۔[2]

حاضریِ مزارات برکت کا سبب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان جلیل القدر ائمۂ کرام رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی کی تصریحات سے یہ معلوم ہوا کہ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام، شہدائے عظام اور اولیائے ربِّ سلام رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِم اَجْمَعِين سب اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہوتے ہیں اور تصرف بھی فرماتے ہیں۔اسی لیے صرف عوام ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے علما اور فضلا کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اپنی مشکلات کے حل کے لیے اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے۔ آیئے اس بارے میں

---

1 . . . لمعات التنقیح، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ۲۱۵/۴، تحت الباب: ۸

2 . . . مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ، فصل الثالث، ۴۵۹/۳، تحت الحدیث: ۱۳۶۶

چار ایمان افروز اقوالِ بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی ملاحظہ فرمائیے:

1. چنانچہ اپنے زمانے میں حَنابِلہ (یعنی فقہ حنبلی کے پیروکار) شیخ امام ابو علی حسن بن ابراہیم خَلّال رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: مجھے جب کوئی معاملہ درپیش ہوتا ہے میں امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا) کے مزار پر حاضر ہو کر آپ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ میری مشکل کو آسان کر کے مجھے میری مراد عطا فرمادیتا ہے۔[1]
2. جبکہ کروڑوں شافِعیوں کے پیشوا حضرتِ سیِّدُنا امامِ شافعی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں دو رَکعت نماز ادا کر کے امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کے مزارِ پُر انوار پر جا کر دعا مانگتا ہوں، اللّٰه عَزَّوَجَلَّ میری حاجت جلد پوری کر دیتا ہے۔[2]
3. حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن سلیمان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں کہ مجھے ایک حاجت تھی اور میں کافی تنگدست بھی تھا۔ میں نے حضرت معروف کَرخی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کی قبرِ اَنور پر حاضری دی، تین بار سورۂ اِخلاص کی تلاوت کی اور اس کا ثواب آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه اور تمام مُسلمانوں کی اَرواح کو پہنچایا پھر اپنی حاجت بیان کی۔ جُونہی میں وہاں سے واپس آیا

---

1 . . . تاریخ بغداد، مقدمۃ المصنف، باب ماذکر فی مقابر بغداد۔۔۔الخ، ١٣٣/١

2 . . . الخیرات الحسان، الفصل الخامس والثلاثون، ص ٩٤

میری حاجت پُوری ہوچکی تھی۔[1]

4. جلیلُ القدر محدث حضرت علامہ عبدالرحمٰن بن علی جوزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا معروف کرخی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مزار کی حاضری تریاق اور مجرب عمل ہے۔ حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن محمد زہری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا معروف کرخی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مزار کی حاضری قضائے حاجات کے لئے مجرب ہے اور جو کوئی ان کے مزار کے پاس سو مرتبہ سورۂ اِخلاص کی تلاوت کرے پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی حاجت کو پورا فرمادے گا۔[2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مرکز الاولیاء لاہور تشریف آوری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرتِ داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حصولِ معرفت کی خاطر بے حد عبادت و ریاضت کی، رضائے الٰہی کے لئے اُونی لباس پہنا، مَحبّتِ الٰہی میں فقر و فاقہ اختیار کیا اور عشقِ حقیقی میں ثابت قدمی کی خاطر مصائب و مشکلات میں صبر و ضبط سے کام لیا اور اپنے وقت کے جلیل القدر علما و مشائخ

---

1 ... الروض الفائق، المجلس الرابع والثلاثون الخ، ص ۱۸۸

2 ... مناقب معروف الکرخی واخبارہ، الباب السابع والعشرون فی ذکر فضیلۃ زیارۃ قبرہ الخ، ص ۲۰۰

سے اکتسابِ فیض کیا بالآخر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے آپ کی معرفت کی تکمیل ہوئی۔

حضرت احمد حماد سرخسی اور حضرت ابو سعید ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کو ساتھ لے کر تین افراد کے قافلہ کی صورت میں (مرکزُ الاولیا) لاہور کی طرف چل دیئے اور ان کٹھن راستوں سے ہو کر یہاں تشریف لائے۔(1) اور بیرون بھاٹی دروازہ قیام فرمایا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کفر و شرک کے اندھیرے میں ڈوبے ہوئے اس شہر کو نورِ اسلام سے روشن فرما دیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا مجدد اَلْفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی وجہ سے (مرکز الاولیاء) لاہور کو پاک و ہند کے تمام شہروں کا قطب قرار دیتے ہوئے فرمایا: اس شہر کی برکت پورے ہند میں پھیلی ہوئی ہے۔(2) سَیِّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کوششوں سے اسلام کا قلعہ بن گیا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے حسنِ اخلاق، حسنِ کردار اور نرم گُفتار سے کئی دلوں میں آپ کی مَحَبَّت راسخ ہو گئی۔ لاہور میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قیام کی مدت تقریباً تیس سال سے زائد ہے۔(3) اس تمام عرصے میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ شب و روز نیکی کی دعوت میں مشغول رہے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بے داغ

---

1 ... سوانحِ عمری حضرت داتا گنج بخش، ص۵۵، سوانحِ حیات حضرت علی بن عثمان، ص۷۴، سیرت حضرت داتا گنج بخش، ص۷۵، سیدِ ہجویر، ص۱۱۸

2 ... سید ہجویر، ص۱

3 ... اللہ کے خاص بندے، ص۴۶۸

سیرت، دلکش گفتگو، پرنور شخصیت اور دلوں میں اُتر جانے والے علم و حکمت سے بھرپور ملفوظات لوگوں کو کفر اور گمراہی کی دلدل سے نکال کر ہدایت کی راہ پر گامزن کرتے رہے۔

مرکزالاولیاءلاہور میں مسجد کاسنگ بنیاد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مساجد کو دینِ اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ قرآن وسنّت کی تعلیم حاصل کرنے کا بنیادی ذریعہ ہیں اور مسلمان یہاں انفرادی و اجتماعی طور پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں۔ چنانچہ مساجد کو آباد کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ	ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کی مسجدیں
اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ	وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور
وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ	قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم
وَ لَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ	رکھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور
(پ١٠، التوبۃ:١٨)	اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

مُفَسّرِ شَہیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان "تفسیرِ نعیمی" میں فرماتے ہیں: "خیال رہے کہ مسجد آباد کرنے کی گیارہ صورتیں ہیں: (١) مسجد تعمیر کرنا (٢) اس میں اضافہ کرنا (٣) اسے وسیع کرنا (٤) اس کی مرمت کرنا (٥) اس میں چٹائیاں، فرش وفروش بچھانا (٦) اس کی قلعی چونا کرنا (٧) اس میں

روشنی و زینت کرنا(۸)اس میں نماز و تلاوت قرآن کرنا(۹)اس میں دینی مدارس قائم کرنا(۱۰)وہاں داخل ہونا، وہاں اکثر جانا، آنا، رہنا(۱۱)وہاں اذان و تکبیر کہنا، امامت کرنا۔" مزید فرماتے ہیں:"مسجد بنانے یا اسے آباد کرنے یا وہاں باجماعت نماز ادا کرنے کا شوق صحیح مومن کی علامت ہے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایسے لوگوں کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔"(1)

مرکزالاولیاء لاہور میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی قیام گاہ بیرون بھاٹی دروازہ کے پاس ہی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور نہ صرف مالی طور پر مدد فرمائی بلکہ اس کی تعمیر میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے خود مزدوروں کی طرح کام کیا اور بڑی مَحَبَّت اور لگن سے اس کی تعمیر میں پیش پیش رہے۔(2)

مسجد بھرو تحریک

شیخِ طریقت، امیر اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے عطا کردہ مدنی مقصد "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" کی تکمیل کے لئے ہر وہ کام کیا جو مخلوق کو خالقِ حقیقی سے قریب کر دے۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے انفرادی اصلاح کی کوشش کے لئے جو مَدَنی انعامات کا گلدستہ پیش کیا اس میں اچھی اچھی نیتوں کے بعد سب سے پہلے جو مَدَنی انعام ذکر کیا وہ یہ

---

1 ... تفسیر نعیمی، ۱۰/ ۲۰۱ تا ۲۰۴ ملخصًا

2 ... اللہ کے خاص بندے، ص ۴۶۹ ملخصًا

ہے: ''کیا آج آپ نے پانچوں نمازیں مسجِد کی پہلی صف میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ باجماعَت ادا فرمائیں؟ نیز ہر بار کسی ایک کو اپنے ساتھ مسجِد لے جانے کی کوشش فرمائی؟'' شیخِ طریقت، امیر اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے اس عطا کردہ مدنی انعام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت اور مساجد سے کس قدر محبت فرماتے ہیں۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مذکورہ فرمان پر عمل کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھروں کو آباد کرنے کے لیے مَجْلِس خُدَّامُ الْمَسَاجِد بنائی جس کا کام شیخِ طریقت، امیر اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے اس خواب کی تکمیل ہے کہ ''اے کاش! ہماری مساجد آباد ہو جائیں، ان کی رونقیں پلٹ آئیں اور خالق و مخلوق کے درمیان نفس و شیطان کی وجہ سے جو دوری پیدا ہو چکی ہے وہ قُرب میں بدل جائے۔'' مجلس ''خُدَّامُ الْمَسَاجِد'' پرانی مساجد آباد کرنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ نئی مساجد کی تعمیر کے لیے بھی ہر وقت کوشش کرتی رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں مساجد کی تعمیرات اور ان کو آباد کرنے کا سلسلہ ہر وَقْت جاری رہتا ہے۔

مسجدیں آباد ہوں اور سنّتیں بھی عام ہوں　　　فیض کا دریا بہا دو سرورا داتا پیا

مرکز الاولیاء لاہور سے کعبہ دکھادیا

حضرت سیِّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مرکز الاولیاء لاہور تشریف لاتے ہی اپنی قیام گاہ کے ساتھ جو مسجد تعمیر کروائی اُس مسجد کی محراب

دیگر مساجد کی بہ نسبت جنوب کی طرف کچھ زیادہ مائل تھی لہٰذا مرکزالاولیالاہور میں رہنے والے اس وقت کے علماء کو اس مسجد کی سمت کے مُعاملے میں تشویش لاحق ہوئی چنانچہ ایک روز آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تمام علماء کو اُس مسجد میں جمع کیا اور خود امامت کے فرائض انجام دیئے، نماز کی ادائیگی کے بعد حاضرین سے فرمایا: "دیکھئے کہ کعبہ شریف کس سمت میں ہے؟" یہ کہنا تھا کہ مسجد و کعبہ شریف کے درمیان جتنے حجابات تھے سب کے سب اُٹھ گئے اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ کعبہ شریف محرابِ مسجد کے عین سامنے نظر آرہا ہے۔[1] حضرت سیدنا داتا گنج بخش ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی اس کرامت کے تحت صاحبِ فتاوی فیض الرسول حضرت مفتی جلال الدین امجدی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا خود اپنے بارے میں بھی یہ عقیدہ تھا کہ میں علمِ غیب رکھتا ہوں۔ درمیان میں ہزاروں حجابات ہونے کے باوجود کعبۂ معظمہ کو یہیں سے دیکھ رہا ہوں اور ضرورت پڑنے پر دوسروں کو بھی دکھا دیتا ہوں۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نائب حاکم، داتا علی ہجویری کے قدموں میں

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دور میں

---

1 ... خزینۃ الاصفیاء مترجم، ۱/ ۱۷۴، سوانح حیات حضرت علی بن عثمان، ص ۵۳

2 ... بزرگوں کے عقیدے، ص ۱۷۶

مرکز الاولیاء لاہور کا نائب حاکم رائے راجو دل میں اسلام کے خلاف بڑی عداوت رکھتا تھا، مگر بظاہر مسلمانوں کے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتا۔ لوگوں نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں اس کے بارے میں کچھ عرض کی تو آپ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کی سخت دلی کو نرمی میں بدلنے کی دعا کی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی کی دعا قبول ہوئی اور اس نے آپ کی بارگاہ میں آکر اسلام قبول کرلیا اور ساری عمر داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے عالی شان دربار کا ہو کر رہ گیا۔ اپنی ساری زندگی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت کرتے ہوئے گزاری۔ فیضانِ داتا اگلی نسلوں میں بھی منتقل ہوا یہاں تک کہ آج تک ان کی اولاد درگاہ اور مسجد کی دیکھ بھال اور خدمت کے فرائض میں مصروف ہے۔ داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے رائے راجو کو شیخ ہندی کا خطاب عطا فرمایا جو آگے چل کر نامور بزرگ ہوئے اور آج تک عزت کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں، ان کا مزار بھی درگاہ شریف میں موجود ہے۔[1]

کاش پھر لاہور میں نیکی کی دعوت عام ہو
فیض کا دریا بہا دو سرورا داتا پیا

شب و روز کے معمولات

حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ دن میں تدریس فرماتے اور رات میں حق کے مُتلاشی افراد کو تلقین فرماتے جس کی بدولت ہزاروں بے علم

---

1 ... گنج بخش فیض عالم، ص۵۷

فیضان علم سے سیراب ہوکر "عالم" اور ہزاروں کفار "مسلمان" ہوئے، ہزاروں گمراہ راہِ راست پر آئے، ہزاروں دیوانے دولتِ عقل اور دانشواری سے سرفراز ہوئے، ہزاروں ناقص کامل ہوئے۔ دور دور سے علماء ومشائخ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں آکر اپنے مَن کی مراد پاتے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے شب وروز کے مَعمُولات دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی ذات کو نیکی کی دعوت اور اِشاعتِ علمِ دین کے لیے وقف فرمادیا تھا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اخلاق کی کشش، اخلاص کی چاشنی اور علم کا نور مخلوقِ خدا کو آپ کی جانب کھینچ لاتا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں آنے والا مَن کی مرادیں پاتا اور علم و حکمت کے موتی اپنے دامن میں سمیٹ کر لے جاتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو فیضانِ داتا علی ہجویری کی بدولت وہ مقام و مرتبہ حاصل ہوا ہے کہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بارگاہ میں بھی آکر کئی لوگوں نے اسلام کی نعمت حاصل کی، ہزاروں نے گناہوں سے توبہ کی اور کئی ایک نے تو نیکی کی دعوت عام کرنے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کردیں، آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے بیانات، مدنی مذاکروں اور تصنیفات نے معاشرے میں مدنی انقلاب برپا کردیا ہے۔ امیرِ اہلسنّت

---

1 . . . حدیقۃ الاولیاء، ص ۱۸۲

دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی دینی خدمات کا اعتراف عوام و خواص کے ہر طبقے نے کیا ہے، آفتاب کی طرح روشن ان خدمات کو دیکھ کر دل بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فیضان کے مظہر ہیں۔

باطنی امراض کے نام بدل دینا دھوکہ ہے

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دور میں جب لوگوں نے باطنی اَمراض کے نام بدل کر خود کو دُھوکہ دینا شروع کیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس خُود فریبی کا تذکرہ یوں فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں اُس زمانے میں پیدا فرمایا ہے کہ جس میں لوگوں نے حرص کا نام شریعت، تکبر و حبِ جاہ کی طلب کا نام عزت و علم، لڑائی جھگڑے کا نام بحث و مُباحثہ، ہذیانِ طبع کا نام معرفت، نفسانی باتوں اور دل کی حرکت کا نام مَحبت، اِلحاد کا نام فقر، بے دینی اور زَندقہ کا نام فنا اور ترکِ شریعت کا نام طریقت رکھ لیا ہے۔[1]

کہیں ہم اِن امراض میں مبتلا تو نہیں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے کہ جس طرح ظاہری بیماریوں کو نیا نام دینے سے ہلاکت خیزی میں کوئی کمی نہیں آتی اسی طرح باطنی بیماریوں کا نام بدل دینا بھی حماقت ہے یقیناً جو لوگ اپنی باطنی بیماریوں کو

---

1 ... کشف المحجوب، ص۸

چھپانے کے لیے نام بدل دیتے ہی مثلاً کبھی تو جہالت کو علم کہہ دیتے ہیں لڑائی جھگڑے کو علمی تکرار کا نام دیتے ہیں یوں وہ شیطان کے ان ہتھیاروں کے ذریعے خوش فہمی کے مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان کے اردگرد رہنے والے خوشامدی ان ناجائز و حرام کاموں پر "اچھا اچھا" کی زہریلی کیلیں لگا کر مزید پختہ کر دیتے ہیں یوں حبِ جاہ، تکبر، ریاکاری، خود پسندی جیسی کئی بیماریاں دل میں ناسور بن جاتی ہیں۔ اگر آپ ان باطنی بیماریوں کی پہچان[1] اور ان سے بچنے کے طریقے جاننا چاہتے ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کو اپنا مَعمول بنالیجیے، ہر ہفتے مدنی مذاکرے میں شرکت کیجیے، روزانہ مدنی انعامات کا رسالہ پُر کیجیے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے علمِ دین کا خزانہ ہاتھ آئے گا اور علمِ دین کا نور ہمارے ظاہر و باطن کو روشن کر دے گا اور ہمارے لیے اپنے عیوب پہچاننا آسان ہو جائے گا۔

تم دعوتِ اسلامی کو جانتے ہو کیا ہے   فیضانِ مدینہ ہے، فیضانِ مدینہ ہے

آپ کی تصانیف

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو علومِ ظاہری اور باطنی سے نوازا تھا اور دینِ اسلام کے بہت سے اَسرار و رُموز کا علم بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی

---

1 ... باطنی بیماریوں کی معلومات اور ان سے بچنے کے طریقے جاننے کے لیے مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب "باطنی بیماریوں کی معلومات" کا مطالعہ کیجئے۔

عَلَیْہ نے حصولِ علم کے لیے جو سفر اختیار فرمائے ان سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو کثیر مُشاہدات حاصل ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مخلوقِ خدا کی خیر خواہی کے لیے کئی گراں قدر (قیمتی) کتب تصنیف فرمائیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) منہاج الدین[1] (۲) دیوان[2] (۳) اسرار الخرق والمؤنات[3] (۴) کتاب البیان لاہل العیان[4] (۵) بحر القلوب[5] (٦) الرعایۃ بحقوق اللہ (۷) کتاب فنا وبقاء (۸) شرح کلامِ منصور حلاج (۹) ایمان[6] مگر افسوس! فی زمانہ آپ کی کتابوں میں سے صرف کَشفُ المحجوب ہی بآسانی دستیاب ہے۔

دیوان اپنے نام منسوب کرنے والے کا انجام

حضرت سیّدنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے عربی اشعار پر مشتمل ایک مکمل دیوان مُرتب فرمایا تھا جسے ایک شخص آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مانگ کر لے گیا اور اس پورے دیوان کو اپنے نام سے منسوب کرلیا، ولیٔ کامل کی ایسی دل آزاری کے سبب وہ بے ایمان ہو کر مرا چنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کے برے خاتمے کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: وہ شخص جو میرا دیوان لے گیا تھا

---

1 ... کشف المحجوب، ص۲

2 ... کشف المحجوب، ص۲

3 ... کشف المحجوب، باب لبس المرقعات، ص ۵۳

4 ... کشف المحجوب، باب فی فرق فرقہم فی مذاہبھم، ص ۲۸۳

5 ... کشف المحجوب، باب فی فرق فرقہم فی مذاہبھم، ص ۲۸۳

6 ... حیات وافکار حضرت داتا گنج بخش، ص ۵۲، سیدِ ہجویر، ص ۱۵۱

بے ایمان دنیا سے گیا۔"[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کئی گناہ ایسے ہیں جن کی وجہ سے ایمان ضائع ہونے کا شدید خطرہ ہے۔ گناہوں سے نجات پانے اور ایمان کو مضبوط بنانے کے لیے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے۔

داتا علی ہجویری نے دستگیری فرمائی

اپنے مسلمان بھائی کی دلجوئی اور خیر خواہی میں مشغولیت دنیا و آخرت میں سعادت کا ذریعہ ہے کیوں کہ کسی مسلمان کی مدد کرنے والے پر رحمتِ الٰہی جھوم جھوم کر برستی ہے اور جیسا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ بندہ کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد پر رہے۔[2] حضرت سیدنا ابوسعید ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے رفیق تھے اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیدنا داتا علی ہجویری کی بارگاہ میں ان اُمور سے متعلق استفسار فرمایا:

(۱) طریقِ تصوف کی حقیقت

(۲) مقاماتِ صوفیہ کی کیفیت

(۳) صوفیہ کے عقائد کی وضاحت

---

1 ... فوائد الفواد مترجم، پانچویں مجلس، ص۱۱۸ ماخوذاً

2 ... مسلم، کتاب الذکر والدعاء الخ، باب فضل الاجتماع ۔۔۔ الخ، ص۱۴۴۸، حدیث: ۲۶۹۹ ملتقطا

(۴)صوفیہ کے رُموز واِشارات

(۵)دلوں میں محبتِ الٰہی کے ظہور کی کیفیت

(۶)محبتِ الٰہی کی معرفت میں رکاوٹ بننے والے عقلی اور نفسانی حجابات

(۷)ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے طریقے

چنانچہ حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان تمام باتوں کا تفصیلی جواب دینے کے لیے "کشف المحجوب" کے نام سے عظیم الشان کتاب تصنیف فرمائی۔[1]

کشف المحجوب علمی وثوق اور حیرت انگیز حافظہ کا شاہکار

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی بھی موضوع پر کچھ تحریر کرنے سے قبل مصنف یا مؤلف کو وسیع مطالعہ کرنا پڑتا ہے اور دوران تصنیف بھی مطالعے سے حاصل ہونے والے مَدَنی پھول اپنی تصنیف یا تالیف میں شامل کرنے کے لیے بار بار کتب کی جانب رجوع کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، ان دشوار گزار اور کٹھن مراحل کے بعد ہی کوئی کتاب منظرِ عام پر آتی ہے لیکن کشف المحجوب کے مراحلِ تصنیف ہی جداگانہ رہے کیوں کہ حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تمام کتب غزنی میں رہ گئی تھیں اس لیے دورانِ تصنیف آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی

1 ... سید ہجویر، ص۱۶۶ ماخوذا

عَلَیْہ کے پاس کوئی کتاب موجود نہ تھی۔[1] لیکن ان کے مضامین آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پیشِ نظر تھے یہی وجہ ہے کہ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے حافظے کی بنیاد پر کتابُ اللُّمَع ،اَلرِّسالَۃُ القُشَیرِیَۃ اور طَبَقاتُ الصُّوفِیَۃ وغیرہ جیسی کم و بیش ۲۲ کتبِ تصوف کے جابجا اقتباسات تحریر فرمائے ہیں اس کے علاوہ ۲۳۶ آیات، ۱۳۴ احادیث اور ۳۰۰ سے زائد اشعار اور بزرگانِ دین کے اقوال نقل فرمائے ہیں اس کے علاوہ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے تجربات اور مشاہدات کو بھی ان صفحات میں محفوظ فرمادیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ''کشف المحجوب''میں کم و بیش ایک لاکھ الفاظ ہیں جن میں آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے نفس و شیطان کے ایسے دھوکوں کی نشاندہی فرمائی ہے جن کے ذریعے نفس و شیطان انسان کو سیدھی راہ سے ہٹادیتے ہیں۔ حکایات اور نصیحت آموز کلمات کے ذریعے صبر و قناعت اور صدق واخلاص جیسے حسین اخلاق اپنانے پر ابھارا ہے۔ کتب دستیاب نہ ہونے کے باوجود اس قدر اہم، مستند اور محققانہ تصنیف کا منظر عام پر آجانا درحقیقت حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کئی علوم پر دسترس اور حیرت انگیز قوتِ حافظہ کی واضح دلیل ہے۔

اہلِ علم کا اعتراف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُاللّٰہِ

---

1 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من تبع الخ، ص ۹۶

تَعَالٰی عَلَیْہ کی کتاب ''**کشف المحجوب**'' وہ لازوال تصنیف ہے جس میں بیک وقت کئی علوم کا خزانہ ہے یہی وجہ ہے کہ یہ مبارک کتاب صدیوں سے اہلِ علم کی توجہ کا مرکز رہی ہے مثلاً

(۱) حضرت سیدنا فرید الدین عطار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''**تذکرۃ الاولیاء**'' میں حضرت سیدنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ، حضرت سیدنا ابو حازم مکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وغیرہ جیسے آٹھ بزرگوں کا تذکرہ کے لیے کشف المحجوب سے استفادہ کیا۔[1]

(۲) حضرت سیدنا عبد الرحمٰن جامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ''**نفحاتُ الاُنس**'' میں اس کتاب کے بارے میں ارشاد فرمایا: کشف المحجوب اس فن میں مشہور کتابوں میں سے ہے جس میں بہت سے لطائف وحقائق جمع ہیں۔[2]

(۳) مخدومِ بِہار حضرت سیدنا شرف الدین یحییٰ منیری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے مکتوبات میں کشف المحجوب کے اقتباسات کو بطورِ سند نقل فرمایا۔

حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا سیّد محمد بخاری چشتی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: جسے پیر نہ ملتا ہو وہ اس کتاب (کشف المحجوب) کا مطالعہ کرے تو پیر مل جائے گا۔[3]

---

1 ... سید ہجویر، ص ۲۰۶

2 ... نفحات الانس مترجم، ص ۳۵۲، سیدِ ہجویر، ص ۲۳۱

3 ... سیدِ ہجویر، ص ۲۳۱

حضرت علامہ فقیر محمد جہلمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری اولیاء متقدمین میں سے جامع علوم ظاہری وباطنی، عابد وزاہد، متقی، مظہر خوارق وکرامت اور حنفی المذہب تھے۔[1]

اس کتاب کی اہمیت کا اعتراف غیر مسلموں نے بھی کیا ہے، ایک غیر مسلم حضرت داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی شہرۂ آفاق کتاب "کشف المحجوب" کی تعریف یوں کرتا ہے: " اس بزرگ نے عربی وفارسی میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں چنانچہ کتاب "کشف المحجوب" بزبانِ فارسی تصوف کے علم میں ایسی لکھی ہے کہ اس کا ثانی روئے زمین پر نہیں ہے۔ "[2]

جرمن مُستَشرِقہ ڈاکٹر این میری شمل کشف المحجوب کے بارے میں لکھتی ہے: "ان کی کتاب "کشف المحجوب" ابتدائی صوفیانہ نظریات اور اعمال کا ایک اہم مآخذ ہے اور فارسی زبان میں تحریر شدہ تصوف کی اوّلین نظریاتی کتب میں سے ایک ہے۔"[3]

داتا علی ہجویری حنفی ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیّدُنا داتا علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حنفی المذہب تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرتِ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ

---

1 ... حدائق الحنفیۃ، ص۲۲۳

2 ... تاریخِ لاہور، ص۲۹۲

3 ... Islam in the Indian Subcontinent,p8

اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے خاص عقیدت بھی رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کشف المحجوب میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا نامِ نامی اسمِ گرامی نہایت تعظیم کے ساتھ اس طرح تحریر فرمایا: ''امامِ اِماماں و مُقتدائے سُنّیاں ، شرفِ فقہاء، عزِّ علماء ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الخز از رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔''(1)

ایک خواب کا ذکر!

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی امامِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت و عقیدت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میں ایک روز سفر کرتا ہوا ملک شام میں مُؤَذِّنِ رسول حضرت سیدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے روضے پر حاضر ہوا، وہاں میری آنکھ لگ گئی اور میں نے اپنے آپ کو مکہ معظمہ (زَادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا) پایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم قبیلہ بنی شیبہ کے دروازے پر موجود ہیں اور ایک عمر رسیدہ شخص کو کسی چھوٹے بچے کی طرح اُٹھائے ہوئے ہیں، میں فرطِ محبت سے بے قرار ہو کر آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف لپکا اور آپ کے مبارک قدموں کو بوسہ دیا، دل ہی دل میں اس بات پر بڑا حیران بھی تھا کہ یہ ضعیف شخص کون ہے؟ اتنے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم قوتِ باطنی اور علمِ غیب کے ذریعے میری حیرت و استعجاب کی کیفیت جان گئے اور مجھے

---

1 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من تبع الخ، ص ۹۸

مخاطب کر کے فرمایا: ”یہ ابو حنیفہ ہیں اور تمہارے امام ہیں۔“(1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے جہاں ہمیں اِمامِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عظمت و شان معلوم ہوئی وہیں ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دلوں کے حالات سے بھی باخبر ہیں جبھی تو خواب میں سَیِّدُنا داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دل میں پیدا ہونے والے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”یہ ابو حنیفہ ہیں اور یہ تمہارے امام ہیں۔“ یہ تو خواب کا عالم تھا، نبیِّ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے اپنی حیاتِ ظاہری میں بھی کئی غیب کی خبریں ارشاد فرمائیں۔ اللہ تعالٰی نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ کا علم عطا فرمایا، یعنی جو ہو چکا ہے اور جو ہو گا وہ سب آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم علمِ غیب کے ذریعے جانتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالٰی ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (پ۵، النسآء: ۱۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیرِ خازن میں تین اقوال مذکور ہیں۔

(1) شریعت کے اَحکام اور دِین کی باتیں سکھائیں۔ (2) آپ کو عِلمِ غیب کی وہ باتیں

---

1 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من تبع الخ، ص ۱۰۱

بتائیں جو آپ نہیں جانتے تھے۔(3) آپ کو چُھپی چیزیں سکھائیں اور دلوں کے راز پر مُطّلع فرمایا اور مُنافقین کے مکر و فریب آپ کو بتا دیئے۔[1]

ایک اور مقام پر رسولوں کو علمِ غیب عطا کئے جانے کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ (پ۴، آل عمران: ۱۷۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

صدرُ الافاضل حضرت علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدِّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْہَادِی اس آیتِ مُبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: (اللہ عَزَّوَجَلَّ) ان برگُزیدہ رسولوں کو غَیب کا علم دیتا ہے اور سَیِّدِ انبیا، حبیبِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم رسولوں میں سب سے اَفْضل اور اعلیٰ ہیں اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حُضُور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو غُیُوب کے عُلُوم عطا فرمائے اور غُیُوب کے علم آپ کا معجزہ ہیں۔[2]

اور کوئی غیب کیا تم سے نِہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُرود

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان آیاتِ مبارکہ کے علاوہ بے شمار ایسی

---

1 ... تفسیر خازن، پ۵، النساء، تحت الآیۃ ۱۱۳، ۱/۴۲۹

2 ... خزائن العرفان، ص ۱۴۶

احادیثِ مبارکہ ہیں جن میں نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غیب کی خبریں دیتے ہوئے قیامت تک ہونے والے واقعات کے ساتھ ساتھ مستقبل میں پیدا ہونے والے فتنوں سے بھی آگاہ فرمایا اور ہمیں ان سے بچنے کی ترغیب بھی دلائی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی کو اس بات کی کوئی پروانہ ہوگی کہ اس نے (مال) کہاں سے حاصل کیا حَرام سے یا حلال سے۔''[1] اپنے دین پر صبر کرنے والا انگارہ پکڑنے والے کی طرح ہو گا۔''[2] مساجد میں دُنیا کی باتیں ہوں گی، تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ان سے کچھ کام نہیں۔''[3]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کردہ گفتگو سے جہاں نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا علمِ غیب معلوم ہوا وہیں ہمیں قیامت کی نشانیوں میں سے بعض نشانیوں کے بارے میں بھی علم ہوا کہ قُربِ قِیامت میں لوگ اس بات کی پرواہ نہیں کریں گے کہ ہمارا کمایا ہوا مال حلال ہے یا حرام، اس دُور میں دین پر قائم رہنا انتہائی دشوار ہو گا، مساجد میں دُنیوی باتیں ہوں گی۔ اگر ہم غور کریں تو جو علاماتِ قیامت ذکر کی گئیں ہیں وہ ہمارے معاشرے میں پیدا ہو چکی ہیں۔ آج بد قسمتی سے لوگ حلال وحرام کی تمیز کئے بغیر دَھن کمانے کی دُھن میں مگن ہیں۔ یاد رکھئے! اگر ماں باپ، بہن

---

1 ... بخاری، کتاب البیوع، باب من لم یبالی من حیث... الخ، ۲/۷، حدیث: ۲۰۵۹

2 ... ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی النھی عن سب الریاح، ۴/۱۱۵، حدیث: ۲۲۶۷

3 ... شعب الایمان، باب فی الصلوات، فصل المشی الی المساجد، ۳/۸۶، حدیث: ۲۹۶۲

بھائی، بیوی بچوں یا قرابت داروں کی بے جا خواہشات پوری کرنے اور ان کے طَعنوں سے بچنے کے لئے حرام و حلال کی پروا کئے بغیر مال و دولت جمع کرتے رہے اور علمِ دین سیکھ کر سنّتوں کے مُطابق ان کی تربیت نہ کی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کل بروزِ قیامت یہی بیوی بچے ہمارے خلاف بارگاہِ الٰہی میں مُقدّمہ کرکے ہماری پکڑ کا باعث بن جائیں۔ اسی طرح دوسری نشانی کہ دین پر صبر کرنے والا انگارہ پکڑنے والے کی طرح ہوگا ۔حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں:" جیسے ہاتھ میں انگارہ رکھنا بہت ہی بڑے صابر کا کام ہے یوں ہی اس وقت مخلص، کامل مسلمان بننا سخت مُشکل ہو جاوے گا۔"فی زمانہ یہ علامت بھی ہمارے معاشرے میں پائی جانے لگی ہے کہ اگر کوئی سچا مسلمان اپنے پیارے آقا صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی پیاری سُنَّتوں پر عمل کرے، اپنے چہرے پر داڑھی شریف سجالے، یا فیشن پرستی کو چھوڑ کر سُنَّت کے مُطابق مَدنی (اسلامی) لباس اپنالے تو بسا اوقات ایسے مسلمان کو مَعَاذَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ طرح طرح سے ستایا جاتا ہے، اس کا مذاق اُڑایا جاتا ہے، اس پر طعن و تشنیع کے تیر برسائے جاتے ہیں۔ اگر وہ تب بھی نہ مانے تو بعض اوقات اس بے چارے کو شدید ظُلم وسِتم کا نشانہ بنا کر خوب مارا پیٹا بھی جاتا ہے۔ ایسے افراد کو چاہیے کہ اپنے اس فعل سے توبہ کریں اور دین سے مَحَبَّت کا جذبہ پانے، سُنَّتوں کی طرف رَغبت بڑھانے، فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ سُنَن ونَوافل کی عادت بنانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوی ضِیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اسلامی بھائیوں کو فرائض کے ساتھ ساتھ سُنّتیں اپنانے اور تہجد، اِشْراق وچاشت اوراَوّابین وغیرہ نوافل کی عادت بنانے کی ترغیب دلاتے رہتے ہیں۔ کیونکہ فرض کی پابندی کے ساتھ ساتھ نوافل کے بھی بے شُمار فضائل ہیں حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ نوافل کے ذریعے بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مَحبوب ومُقرَّب بن جاتا ہے ۔ چنانچہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے : میرے کسی بندے نے میرے فرض کردہ اَحْکام کی بجاآوری سے زیادہ مَحبوب شے سے میرا قُرب حاصل نہیں کیا اور میرا بندہ نَوافل کے ذریعے میرا قُرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے مَحبَّت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے مَحبَّت کرنے لگتا ہوں تو مَیں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سُنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضَرور عطا فرماتا ہوں اور اگر کسی چیز سے میری پناہ چاہے تو میں اسے ضرور پناہ عطا فرماتا ہوں۔[1]

مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْاُمَّت، مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: اس عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ وَلی میں حُلُول

---

1 ... بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، ۲۴۸/۴، حدیث: ۶۵۰۲

کر جاتا ہے جیسے کوئلہ میں آگ یا پھول میں رنگ و بو، کہ خدا تعالیٰ حُلول سے پاک ہے اور یہ عقیدہ (رکھنا) کفر ہے (بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے) کہ وہ بندہ فَنافِی اللہ ہو جاتا ہے جس سے خدائی طاقتیں اس کے اَعضاء میں کام کرتی ہیں اور وہ ویسے کام کرلیتا ہے جو عقل سے وَراء ہیں (جیسا کہ) حضرت سلیمان (عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز سُن لی، حضرت آصف برخیا (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے پلک جھپکنے سے پہلے یَمن سے تختِ بلقیس لاکر شام میں حاضر کر دیا۔ حضرت عُمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے مدینۂ منورہ سے خُطبہ پڑھتے ہوئے نَہاوند تک اپنی آواز پہنچادی۔ حُضورِ اَنور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے قیامت تک کے واقعات بچشم مُلاحظہ فرمالیے۔ یہ سب اسی طاقت کے کرشمے ہیں۔ اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو طاقتِ اولیاء کے منکر ہیں۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

باطنی طہارت کا طریقہ

حضرت سیدنا داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ظاہری طہارت کے ساتھ باطنی طہارت کا یہ طریقہ بیان فرماتے ہیں: (وضو میں) ہاتھ دھوئے تو اس کے ساتھ ہی دل کو دنیا کی محبت سے پاک کرلے، جب ناک میں پانی ڈالے تو خواہشات کو بھی اپنے اوپر حرام کرلے، جب منہ دھوئے تو تمام نفسانی خواہشات سے منہ پھیر لے

---

1 ... مراٰۃ المناجیح، ۳/۳۳۶ ملتقطا

اور حق کی جانب متوجہ ہو، جب کہنیوں تک ہاتھ دھوئے تو اپنے نصیبوں سے علیحدہ ہو جائے، جب سر کا مسح کرے تو اپنے کام کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حوالے کر دے، جب پاؤں دھوئے تو تمام ممنوعہ راستوں پر چلنے سے باز رہنے کی نیت کرے۔[1]

جیسی صحبت ویسی خصلت

حضرت داتا گنج بخش علی بن عُثمان ہَجْوِیری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان فرماتے ہیں: ''نفس کی عادت ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سے راحت پاتا ہے اور جس قِسْم کے لوگوں کی صحبت اِختیار کی جائے وہ اُنہیں کی خَصلَت وعادَت اِختیار کرلیتا ہے، یہاں تک کہ باز (ایک پرندہ) آدَمی کی صحبت میں رہ کر مانوس ہو جاتا ہے، طوطی آدَمی کے سکھانے سے بولنے لگتی ہے، گھوڑا اپنی خَصلَت ترک کرکے مُطیع بن جاتا ہے۔ یہ مِثالیں بتاتی ہیں کہ صُحبت کا کتنا اَثَر وغَلَبہ ہوتا ہے اور یہ کس طرح عادَتوں کو بدل دیتی ہے یہی حال تمام صحبتوں کا ہے۔''[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ ایسے اسلامی بھائی کی صحبت اختیار کی جائے جو آخِرت کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ہو، یعنی دوستی میں دُنیوِی اَغراض نہیں بلکہ اُخرَوی اُمور پیشِ نظر ہوں۔ لیکن افسوس! اب ایسے دوستوں کی تلاش نہیں کی جاتی، اِلَّا مَاشَآءَ اللہ۔ اب دوست ایسے کو بنایا جاتا ہے جو خوبصورت

---

1 . . . کشف المحجوب، باب فی فرق فرقھم فی مذاہبھم الخ، ص ۳۱۸

2 . . . کشف المحجوب، باب الصحبۃ وما یتعلق بھا، ص ۳۷۵

ہو، مال دار ہو یا پھر کوئی عُہدے دار ہو۔ یا اُس کی باتوں میں لُطف آتا ہے یا وہ مَزاحِیّہ ہے۔ کسی کو دوست بناتے وقت یہ نہیں سوچا جاتا کہ آخِرت کے مُعامَلات میں یہ میرے لئے کتنا مُفید ثابت ہو گا؟ جبکہ ہمارے اَسلافِ کِرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام ایسے دوست بنانا پسند کرتے جو عُیُوب کی نشاندہی کریں۔

اچھی اچھی نیتوں کی ترغیب

امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه نے اپنی مایہ ناز تالیف "نیکی کی دعوت" کے صفحہ ۹۲ پر نیت کی یہ تعریف نَقل فرمائی ہے: نیَّت لُغوی طور پر دل کے پختہ (یعنی پکّے) اِرادے کو کہتے ہیں اور شَرعًا عبادت کے اِرادے کو نیَّت کہا جاتا ہے۔[1] حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه اچھی اچھی نیتوں سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: ہر کام شروع کرنے سے قبل کچھ نہ کچھ اچھی نیتیں کر لینی چاہیے اگر کام میں کچھ خلل واقع ہو یا وہ کام بخیر و خوبی انجام تک نہ پہنچے تو اس میں انسان مَعذور ہے لیکن نیت اس کو کرنے اور انجام تک پہنچانے کی ہونی چاہیے ۔ نبیِّ کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔[2] ایک شخص سارے دن کا بھوکا ہے مگر اس نے روزے کی نیت نہیں کی اور ایک شخص نے روزے کی نیت سے

---

1 ... نزھۃ القاری، ۱ / ۲۲۴ ملتقطا

2 ... معجم کبیر، یحیی بن قیس، ۶/ ۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

بھوک برداشت کی ہے ان دونوں میں سے آخری شخص ثواب کا مستحق ہو گا۔[1]

تحصیل علم ضروری کیوں؟

علم کی اہمیت اُجاگر کرنے کے لیے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه تحریر فرماتے ہیں: تصوف کی جڑ قوی اور شاخ میوہ دار ہے مگر اس جڑ کو علم کے چشمے سے پانی ملنا چاہیے اس لیے کہ سب بزرگانِ تصوف اہل علم ہی ہوئے ہیں۔[2]

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

داتا علی ہجویری کے ملفوظات

حضرت سَیِّدُنا داتا علی ہجویری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی تصوُّف کے اعلٰی مرتبے پر فائز عشقِ حقیقی سے سرشار فنافی اللہ بُزرگ تھے اس لیے آپ کی گفتگو کے ہر پہلو میں رضائے الٰہی، مسلمانوں کی خیر خواہی اور عقائد و اعمال کی اصلاح سے متعلق مدنی پھول نظر آتے ہیں۔ ان میں سے چند اقوال ملاحظہ فرمائیے:

(۱) انسان کو تمام علوم کا جاننا ضروری نہیں۔ صرف اتنا علم حاصل کرنا لازمی ہے جسے شریعتِ مطہرہ نے ضروری قرار دیا ہے۔[3]

(۲) طالب علم کے لیے لازم ہے باعمل بننے کے لیے علم حاصل کرے۔[4]

---

1 ... کشف المحجوب، ص ۴
2 ... کشف المحجوب، ص ۱۰
3 ... کشف المحجوب، باب اثبات العلم، ص ۱۱
4 ... کشف المحجوب، باب اثبات العلم، ص ۱۱

(۳)طالبِ حق پر لازم ہے کہ عمل کرتے ہوئے یہ یقین کرے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے عمل کو دیکھ رہا ہے جیسا کہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ہماری ہر حرکت و سکون کو دیکھنے والا ہے۔[1]

(۴)لباسِ اولیا کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانے والا اپنے لیے آفت مول لیتا ہے۔[2]

(۵)باطل پر رضامندی بھی باطل ہے، غصے کی حالت میں حق و صداقت کا چلا جانا بھی باطل ہے اور کامل مومن کبھی بھی باطل اختیار نہیں کرتا۔[3]

(۶)آگ پر قدم رکھنا تو نفس گوارا کر سکتا ہے لیکن علم پر عمل اس سے کئی گنا دشوار ہے۔[4]

(۷)جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ پسند فرماتا ہے عوام اسے پسند نہیں کرتی ، اور جسے اپنا وجود پسند آیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے پسند نہیں کرتا۔[5]

(۸)برے لوگوں کی صحبت میں رہنے والا شرارتِ نفس کا شکار بن جاتا ہے، اگر بندے میں بھلائی اور نیکی ہو تو نیکوں کی صحبت میں رہنا پسند کرے گا۔[6]

(۹)عمل کی روح اخلاص ہے، جس طرح جسم روح کے بغیر محض پتھر ہے اسی طرح

---

1 . . . کشف المحجوب، باب اثبات العلم، ص ۱۳

2 . . . کشف المحجوب، باب لبس المرقعات، ص ۵۴

3 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من اھل البیت، ص ۷۸

4 . . . کشف المحجوب، باب اثبات العلم، ص ۱۸

5 . . . کشف المحجوب، باب الملامۃ، ص ۶۰

6 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من التابعین، ص ۹۲

اخلاص بغیر عمل کے محض غبار ہے۔[1]

(۱۰)صرف علم پر قناعت کرنے والا عالم نہیں، عمل کی برکت سے علم فائدہ دیتا ہے لہٰذا کبھی بھی علم کو عمل سے جدا نہیں کرنا چاہیئے۔[2]

(۱۱)زندگی یوں گزاریں کہ آپ کو مخلوق سے اور مخلوق کو آپ سے کوئی برائی نہ پہنچے۔[3]

(۱۲)جو شخص فقہی معاملات میں محتاط نہ ہو، پرہیز گاری کے بغیر علمِ فقہ حاصل کرے اور رخصتوں اور تاویلوں کے پیچھے لگ کر شبہات میں پڑے، ائمہ کی تقلید چھوڑ کر خود مجتہد بن بیٹھے تو ایسا شخص جلد ہی فسق میں مبتلا ہو جائے گا۔ دراصل یہ باتیں دل کی غفلت کے سبب پیدا ہوتی ہیں۔[4]

(۱۳)فقیر وہ ہے کہ جس کا ضمیر نفسانی خواہشات سے محفوظ رہے نفس کی چالوں سے ہوشیار رہ کر اپنے معبودِ حقیقی کے فرائض کماحقہ ادا کرے اور اس قدر ہوشیار رہے کہ جو اسرارِ باطنی اس پر منکشف ہوں ان کو ظاہر نہ ہونے دے اور کبھی بھی اپنی باطنی کیفیات کو زبان پر نہ آنے دے۔[5]

(۱۴)اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب اور پسندیدہ بندوں کی صحبت دل و جان کے عوض بھی

---

1 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من تبع التابعین الی یومنا، ص ۹۵

2 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من التابعین، ص ۱۰۱ ملخصاً

3 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتھم من التابعین، ص ۱۲۱

4 . . . کشف المحجوب، باب اثبات العلم، ص ۱۷

5 . . . کشف المحجوب، باب اثبات الفقر، ص ۲۶

میسر ہو تب بھی سستی ہے کیوں کہ ان کا طریقِ عمل برگزیدہ اور تمام عالم سے علیحدہ ہے، ان کی برکت سے انسان مقاصدِ دارین حاصل کرتا ہے۔[1]

(۱۵) جب غافلوں پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں: یہ مصیبت اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ مال پر ٹل گئی، جان و تن اس آفت سے محفوظ رہے، جب کوئی آزمائش اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پسندیدہ بندوں پر آتی ہے تو وہ یوں کہتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ تن پر ٹل گئی دل اس سے محفوظ رہا۔[2]

(۱۶) دینی و دنیوی تمام امور کی زینت "ادب" ہے اور مخلوقات کو ہر مقام پر ادب کی ضرورت ہے۔ جس میں مروت و ادب نہیں اس میں متابعتِ سنت نہیں ہو سکتی اور جس میں متابعتِ سنت نہ ہو وہ رعایتِ عزت نہیں کر سکتا۔[3]

(۱۷) آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه ادب کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ادب کی چند اقسام ہیں: (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں ادب یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں اپنے آپ کو بے ادبی سے محفوظ رکھے اور اس طرح رہے جس طرح دربارِ شاہی میں رہتے ہیں۔ (۲) باہمی کاروباری معاملات میں ادب یہ ہے کہ ہر معاملے میں اپنے حقِ نفس کی رعایت کرے یعنی صرف سچ بولے جو اپنے حق میں خلاف جانے وہ زبان پر نہ لائے، کم کھائے تاکہ قضائے حاجت کی کم ضرورت ہو، اپنے اس عضو کو نہ دیکھے

---

1 . . . کشف المحجوب، باب فی ذکر ائمتهم من التابعین، ص ۹۲

2 . . . کشف المحجوب،، باب فی ذکر ائمتهم من التابعین، ص ۹۳

3 . . . کشف المحجوب، باب المشاهده، کشف الحجاب التاسع فی الصحبة مع ادابها واحکامها، ۳۷۰

جو غیر کو دیکھنا جائز نہ ہو۔(۳) صحبتِ خلق میں ادب یہ ہے کہ سفر و حضر میں خلق کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔[1]

(۱۸) بندہ آفاتِ دنیا میں تدبر و تفکر کرے کہ دنیا بے وفا ہے اور یہ جگہ خالص فنا ہے اس سے دل خالی کر کے یک سو ہو، مگر یہ بغیر مجاہدے کے حاصل نہیں ہو سکتا۔[2]

(۱۹) دنیا سرائے فساق وفجار (گنہگاروں کا مقام) ہے اور صوفی کا سرمایۂ زندگی محبتِ الٰہی ہے۔[3]

(۲۰) بھوک کو بڑا شرف حاصل ہے اور تمام امتوں اور مذہبوں میں پسندیدہ ہے اس لیے کہ بھوکے کا دل ذکی (ذہین) ہوتا ہے، طبیعت مہذب ہوتی ہے اور تندرستی میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص کھانے کے ساتھ ساتھ پانی پینے میں بھی کمی کر دے تو وہ ریاضت میں اپنے آپ کو بہت زیادہ آراستہ کر لیتا ہے۔[4]

وفات و مدفن

حضرتِ سَیِّدُنا داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے پوری زندگی خوب مَحَبَّت و لگن سے خدمتِ دین کا کام سرانجام دیا، دُکھی اِنسانِیَّت کو امن و سکون کا پیغام دیا اور اپنے مریدین و محبین کی دینی و دنیاوی حاجتوں کو پورا فرمایا۔

---

1 . . . کشف المحجوب، باب المشاھدہ، کشف الحجاب التاسع فی الصحبۃ مع ادابہا واحکامہا، ۳۷۰

2 . . . کشف المحجوب، باب فی فرق فرقھم فی مذاھبھم، ص ۳۱۸

3 . . . کشف المحجوب، باب اثبات الفقر، ص ۲۱

4 . . . کشف المحجوب، باب الجوع ماینعلق بہا، ص ۳۵۸

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا وصالِ پُر ملال اکثر تذکرہ نگاروں کے نزدیک ۲۰ صفر المظفر ۴۶۵ھ کو ہوا۔ [1] آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مزارِ منبعِ انوار و تجلیات مرکز الاولیا لاہور (پاکستان) میں بھاٹی دروازے کے بیرونی حصے میں ہے، اسی مناسبت سے لاہور کو مرکز الالیا اور داتا نگر بھی کہا جاتا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے وصال کو تقریباً 900 سال کا طویل عرصہ بیت گیا آج بھی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے مزارِ فائض الانوار میں رہ کر اپنے عقیدت مندوں کی حاجت روائی فرماتے، ان کی پریشانیاں حل فرماتے اور اپنے روحانی فیضان سے جسے چاہتے ہیں مالا مال کرتے ہیں۔ صدیوں پہلے کی طرح آج بھی آپ کا فیضان جاری ہے اور آپ کا مزارِ فائض الانوار مرجعِ خاص وعام ہے جہاں سخی و گدا، فقیر و بادشاہ، اصفیا و اولیا اور حالات کے ستائے ہوئے ہزاروں پریشان حال اپنے دکھوں کا مداوا کرنے صبح و شام حاضر ہوتے ہیں۔ داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فیضان کا اندازہ اس بات سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ سُلطان الہند حضرت سَیِّدُنا خواجہ غریب نواز معین الدین سید حسن چشتی سنجری اجمیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بھی ایک عرصے تک آپ کے دربار پر مقیم رہے اور منبعِ فیض سے گوہرِ مراد حاصل کرتے رہے اور جب دربار سے رخصت ہونے لگے تو اپنے جذبات کا اظہار کچھ یوں فرمایا:

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا　　　ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

---

1 ... سیّدِ ہجویر، ص ۱۴۳

داتا دربار حاضر ہونے والی شخصیات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مزار کو انوار و تجلیات کا مرکز ہونے کی وجہ سے خصوصی اہمیت حاصل رہی ہے اپنے وقت کے بڑے بڑے اولیاء کرام رحمہم اللہ السلام جیسے سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور شیخ الاسلام بابا فرید مسعود گنجِ شکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حاضر ہوتے رہے ہیں جب کہ متاخرین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ[1] پیر مہر علی شاہ گولڑوی، شہزادۂ اعلی حضرت حامد رضا خان، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور خلیفۂ اعلی حضرت، محدثِ اعظم ہند ابو المحامد محمد محدث کچھوچھوی، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، امام المحدثین حضرت علامہ مفتی سیّد دیدار علی شاہ محدث اَلوَری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم اَجْمَعِین نے حاضری دی اور آج تک ملک و بیرون ملک سے علماء و مشائخ داتا دربار پر حاضری دینے آتے ہیں اور فیضانِ داتا سے فیضیاب ہوتے ہیں۔[2]

مدینے کا ٹکٹ

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ غالباً 1993ء کے موسمِ حج میں کسی وجہ سے

---

1 ... تذکرۂ محدث دکن، ص ۱۲۳

2 ... مدینۃ الاولیاء، ص ۷۵ ماخوذاً

سفرِ مدینہ نہ کر سکے تھے جس کا آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو بہت صدمہ تھا، اپنی حسرتوں کا اِظہار آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ان اشعار میں بھی کیا ہے:

کاش! پھر مجھے حج کا اِذْن مل گیا ہوتا　　اور روتے روتے میں، کاش! چل پڑا ہوتا

مجھ کو پھر مدینے میں اس برس بھی بُلواتے　　آپ کا بڑا احساں مجھ پہ یہ شہا ہوتا

(وسائلِ بخشش، ص۱۷۲)

پھر جب شیخِ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ 12 ماہ کے سفر کے دوران مرکز الاولیا (لاہور) میں تھے تو یہ اِستغاثہ لکھا:

ہو مدینے کا ٹِکَٹ مجھ کو عطا داتا پیا　　آپ کو خواجہ پِیا کا واسِطہ داتا پیا

دولتِ دنیا کا سائل بن کے میں آیا نہیں　　مجھ کو دیوانہ مدینے کا بنا داتا پیا

(وسائلِ بخشش، ص۵۰۶)

اور حضرت سیِّدُنا داتا علی ہجویری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر پیش کر دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ کچھ ہی دن بعد ایک اسلامی بھائی نے بغیر کسی مطالبے کے شیخِ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا میں حاضری کا انتظام کر دیا۔[1]

آرزو ہے موت آئے گنبدِ خضرا تلے　　ہاتھ اٹھا کر کیجیے حق سے دعا داتا پیا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ... مزاراتِ اولیا کی حکایات، ص۳۸

مجلس مزاراتِ اولیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دعوتِ اسلامی دنیا بھر میں نیکی کی دعوت عام کرنے، سنتوں کی خوشبو پھیلانے، عِلمِ دین کی شمعیں جلانے اور لوگوں کے دلوں میں اولیاءُاللہ کی محبت و عقیدت بڑھانے میں مصروف ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ (تادمِ تحریر) دنیا کے کم و بیش 200 ممالک میں اس کا مَدَنی پیغام پہنچ چکا ہے۔ ساری دنیا میں مَدَنی کام کو منظم کرنے کے لئے تقریباً 97 سے زیادہ مجالس قائم ہیں، انہی میں سے ایک "مجلسِ مزاراتِ اولیا" بھی ہے جو دیگر مدنی کاموں کے ساتھ ساتھ درج ذیل خدمات انجام دے رہی ہے۔

1. یہ مجلس اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے راستے پر چلتے ہوئے مزاراتِ مبارکہ پر حاضر ہونے والے اسلامی بھائیوں میں مَدَنی کاموں کی دُھومیں مچانے کیلئے کوشاں ہے۔
2. یہ مجلس حتَّی المقدُور صاحبِ مزار کے عُرس کے موقع پر اِجتماعِ ذکر و نعت کرتی ہے۔
3. مزارات سے مُلحِقہ مساجِد میں عاشِقانِ رسول کے مَدَنی قافلے سفر کرواتی اور بالخصوص عُرس کے دنوں میں مزار شریف کے اِحاطے میں سنّتوں بھرے مَدَنی حلقے لگاتی ہے جن میں وُضو، غسل، تیمم، نماز اور ایصالِ ثواب کا طریقہ، مزارات پر حاضری کے آداب اور اس کا درست طریقہ نیز سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ

تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتیں سکھائی جاتی ہیں۔

4. عاشِقانِ رسول کو حسبِ موقع اچھی اچھی نیتوں مثلاً باجماعت نماز کی ادائیگی، دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت، درسِ فیضانِ سنت دینے یا سننے، صاحبِ مزار کے اِیصالِ ثواب کیلئے ہاتھوں ہاتھ مدنی قافلوں میں سفر اور فکرِ مدینہ کے ذَرِیعے روزانہ مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی یعنی قمری ماہ کی ابتِدائی دس تاریخوں کے اندر اندر اپنے ذِمہ دار کو جمع کرواتے رہنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

5. "مجلسِ مزاراتِ اولیاء" ایامِ عُرس میں صاحبِ مزار کی خدمت میں ڈھیروں ڈھیر ایصالِ ثواب کا تحفہ بھی پیش کرتی ہے اور صاحبِ مزار بُزرگ کے سَجادہ نشین، خُلَفا اور مَزارات کے مُتَوَلّی صاحبان سے وقتاً فوقتاً ملاقات کرکے اِنہیں دعوتِ اسلامی کی خدمات، جامعاتُ المدینہ و مدارِسُ المدینہ اور بیرونِ ملک میں ہونے والے مَدَنی کام وغیرہ سے آگاہ رکھتی ہے۔

6. مَزارات پر حاضری دینے والے اسلامی بھائیوں کو شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی عطا کردہ نیکی کی دعوت بھی پیش کی جاتی ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں تا حیات اولیاءِ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کا ادب کرتے ہوئے ان کے در سے فیض پانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان مبارک ہستیوں کے صدقے دعوتِ اسلامی کو مزید ترقیاں عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مزاراتِ اولیاء پر لگائے جانے والے تربیتی حلقوں کے موضوعات

حلقہ نمبر 1 مزاراتِ اولیاء پر حاضری کا طریقہ

حلقہ نمبر 2 وضو، غسل اور تیمم کا طریقہ

حلقہ نمبر 3 نماز کا سبق

حلقہ نمبر 4 نماز کا عملی طریقہ

حلقہ نمبر 5 راہِ خدا میں سفر کی اہمیت (مدنی قافلوں کی تیاری)

حلقہ نمبر 6 درست قرآن پاک پڑھنے کا طریقہ

حلقہ نمبر 7 نیک بننے اور بنانے کا طریقہ (مدنی انعامات)

ہدایات: مدنی حلقہ مزار کے احاطے کے قریب ہو جس میں دو خیر خواہ مقرر کیے جائیں جو دعوت دے کر زائرین کو حلقے میں شرکت کروائیں۔ ہر حلقے کے اختتام پر انفرادی کوشش کی جائے اور اچھی اچھی نیتیں کروائی جائیں اور نام و نمبرز مدنی پیڈ پر تحریر کیے جائیں۔

مزاراتِ اولیاء پر مدنی حلقوں میں دی جانے والی نیکی کی دعوت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ کو مزار شریف پر آنا مبارک ہو، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کی طرف سے

سُنَّتوں بھرے مَدَنی حلقوں کا سِلْسِلہ جاری ہے، یقیناً زندگی بے حد مختصر ہے، ہم لمحہ بہ لمحہ موت کی طرف بڑھتے چلے جارہے ہیں، عنقریب ہمیں اندھیری قبر میں اُترنا اور اپنی کرنی کا پھل بھگتنا پڑے گا، اِن اَنمول لمحات کو غنیمت جانئے اور آیئے! اَحکامِ الٰہی پر عمل کا جذبہ پانے، مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی سُنَّتیں اور اللہ کے نیک بندوں کے مَزارات پر حاضری کے آداب سیکھنے سکھانے کے لئے مَدَنی حلقوں میں شامل ہوجایئے۔ اللہ تعالٰی ہم سب کو دونوں جہاں کی بھلائیوں سے مالامال فرمائے۔[1]

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نیک بندے کی پہچان کیا ہے؟

سرکارِ نامدار، دوعالم کے مالِک ومختار، شَہَنشاہِ اَبرار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ حقیقت بُنیاد ہے، بے شک لوگوں میں سے وہ لوگ بُرے ہیں جن سے لوگ محض ان کے شر کی وجہ سے بچتے ہوں۔ (مُوطا امام مالک، ج ۲، ص ۴۰۳، حدیث ۱۷۱۹)

مزید سلطانِ دوجہان، شَہَنشاہِ کون ومکان، رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے، اللہ تعالٰی کے نیک بندے وہ ہیں جنہیں دیکھیں تو اللہ عزَّوجلَّ یاد آجائے اور اللہ تعالٰی کے بُرے بندے وہ ہیں جو چُغل خوری کرتے، دوستوں میں جدائی ڈالتے اور نیک لوگوں کے عیب تلاش کرتے ہیں۔

(مسند امام احمد، ج ۶، ص ۲۹۱، حدیث ۱۸۰۲۰)

---

[1] ... مزاراتِ اولیا کی حکایات، ص ۳۸

ماخذ ومراجع

نمبر شمار	کتاب	مطبوعہ
1	ترجمہ قرآن کنزالایمان	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
2	تفسیرِ خازن	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ١٤١٩ھ
3	خزائن العرفان	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
4	تفسیرِ نعیمی	ضیاء القرآن، مرکز الاولیاء لاہور
5	صحیح البخاری	دارالفکر بیروت، ١٤١٤ھ
6	صحیح مسلم	دارالمغنی عرب شریف، ١٤١٩ھ
7	سنن الترمذی	دارالفکر بیروت، ١٤١٤ھ
8	سنن ابن ماجۃ	دارالمعرفۃ بیروت، ١٤٢٠ھ
9	شعب الایمان	دارالکتب العلمیہ بیروت، ١٤٢١ھ
10	المعجم الکبیر	داراحیاء التراث العربی بیروت، ١٤٢٢ھ
11	لمعات التنقیح	دارالنوادر بیروت، ١٤٣٥ھ
12	مرقاۃ المفاتیح	دارالفکر بیروت، ١٤١٤ھ
13	المیزان الخضریہ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ١٤٢٠ھ
14	الخیرات الحسان	دارالکتب العلمیہ بیروت، ١٤٠٣ھ
15	تاریخ بغداد	دارالکتب العلمیہ بیروت، ١٤١٧ھ
16	مراٰۃ المناجیح	ضیاء القرآن، مرکز الاولیاء لاہور
17	نزہۃ القاری	فرید بک اسٹال، مرکز الاولیاء لاہور 2000ء
18	فوائد الفواد مترجم	مدینہ پبلشنگ کمپنی، باب المدینہ کراچی 1978ء
19	نفحات الانس مترجم	شبیر برادرز، مرکز الاولیاء لاہور 2002ء
20	سیدِ ہجویر	علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب ٢٠١٤ء
21	کشف المحجوب فارسی	نوائے وقت پرنٹر لاہور

22	حیات وافکار حضرت داتا گنج بخش	گر مانوالہ بک شاپ لاہور 2010ء
23	خزینۃ الاصفیاء	مکتبہ نبویہ، مرکز الاولیاء لاہور 2010ء
24	الروض الفائق	المکتبۃ العربیہ، کوئٹہ، ۱۴۱۶ھ
25	کشف المحجوب عربی	مکتبۃ الاسکندریہ، مصر، ۱۳۹۴ھ
26	سوانح حیات حضرت علی بن عثمان	محکمہ اوقاف، پنجاب پاکستان
27	گنج بخش فیضِ عالم	اویسی بک سٹال گوجرانوالہ 2012ء
28	اللہ کے خاص بندے	علم دین پبلشرز، مرکز الاولیاء لاہور
29	اردو دائرہ معارف اسلامیہ	دانش گاہ پنجاب مرکز الاولیاء لاہور، ۱۴۰۰ھ
30	سوانح عمری حضرت داتا گنج بخش	ارادہ الاویس، مرکز الاولیاء لاہور 2013ء
31	مدینۃ الاولیاء	تصوف فاونڈیشن مرکز الاولیاء لاہور ۱۴۲۲ھ
32	معارف ہجویریہ	پنجاب یونیورسٹی، مرکز الاولیاء لاہور ۱۴۳۳ھ
33	بزرگانِ لاہور	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
34	مزاراتِ اولیاء کی حکایات	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
35	بزرگوں کے عقیدے	زاویہ پبلشرز، مرکز الاولیاء لاہور 2007ء
36	حدیقۃ الاولیاء	تصوف فاؤنڈیشن، مرکز الاولیاء لاہور ۱۴۲۰ھ
37	حدائق الحنفیہ	ادبی دنیا، مٹیا محل دہلی 2006ء
38	تذکرہ محدثِ دکن	الممتاز پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور ۱۴۱۹ھ
39	کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
40	نیکی کی دعوت	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
41	وسائل بخشش	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جُمعرات بعد نَمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچھّی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سُنّتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافلے** میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ **''فکرِ مدینہ''** کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنْعامات** کا رِسالہ پُر کرکے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ۔اپنی اِصلاح کے لیے **''مَدَنی اِنْعامات''** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **''مَدَنی قافِلوں''** میں سفر کرنا ہے۔اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

ISBN 978-969-631-144-7
0109931

مکتبۃ المدینہ
MAKTABA TUL MADINAH
MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net